رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۶

ناٹک قدرت دیکھ کر خودی گئی سب بھول

ڈھا نور محمدی ڈھا بنی رسول

اخبار نور

۱۵۔ اپریل ۱۹۱۱ء

نمبر ۱۴	اڈیٹر شیخ محمد یوسف (نو مسلم) سابق سورن سنگھ کمار ودوان	جلد ۲

مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور اسکی برکات کا ذکر کرنا۔ اور دیگر مذاہب پر اسکی فضیلت بیان کرنا (۲) آریوں اور عیسائیوں سے اسلام کو بچانا (۳) الزامات کی گرد و غبار کو اسلام کے منور چہرہ سے بدلایل عقلی و نقلی دور کرنا۔ (۴) تاج برطانیہ کی خیر خواہی سکھ قوم میں باوا نانک جیکی تعلیم کا پرچار کرنا +

ضوابط

(۱) یہ پرچہ ہر مہینے میں دو دفعہ شایع ہوتا ہے۔ (۲) عام قیمت سالانہ ۱ روپیہ ٦ ماہی ۱۲ واعظین اور طلبہ سے ایک روپیہ پیشگی (۳) امرائے عظام سے امتیازی قیمت (پانچ روپیہ) سالانہ جو کچھ عطا کریں وہ عطیہ تصور ہوگا۔ اور ایسے حضرات کے اسمائے گرامی سرپرستان رسالہ کی فہرست میں درج ہوں گے!

(ایڈیٹر نور کی جدید تصنیف) "آریہ دھرم کا فوٹو" (ایڈیٹر نور کی جدید تصنیف)

(پانچسو روپیہ کی انعامی کتاب)

آجکل بعض جوشیلے نوجوان آریہ جس کثرت سے آریہ دھرم۔ آریہ دھرم "کی پکار مچا کر غیر مذاہب کے منہ آرہے ہیں۔ وہ مذہبی طبقہ سے پوشیدہ نہیں۔ مگر ان جوشیلے نوجوانوں میں پانچ فیصدی بھی آرین کتب اور اصول سے واقف نہیں ہوتے۔ ان بیچاروں کے حق میں بعینہٖ مثل صادق آتی ہے کہ "دیکھا نہ بھالا صدقے گئی خالہ" اس اندھی تقلید کے ازالہ کے لئے ہم نے

آرین دھرم کا فوٹو

نامی کتاب لکھی ہے جس میں ستیارتھ پرکاش "بھومکا" "سنسکار بدھی" رگ وید بھومکا وغیرہ وغیرہ آرین کے مستند گرنتھوں کے حوالوں سے آریہ دھرم کا ہوبہو فوٹو کھینچکر دکھلا دیا ہے۔ اور اخیر پر اسلام اور آریہ دھرم کے عقاید کا قطعی منصف مزاج) سے مقابلہ اور موازنہ کیا گیا ہے۔ اور ابتدائے تحریر میں کہیں بھی سخت کلامی سے کام نہیں لیا گیا۔ کیونکہ مذہب صلح کیلئے ہے۔ نہ جھگڑوں کے واسطے۔ یہ کتاب ایسے اصول اور ترتیب سے لکھی گئی ہے۔ کہ ایک پانچویں جماعت کا لڑکا بھی لیکر بیٹھے تو ختم کئے بغیر چین نہ آوے۔ اور آریہ دھرم اور اس کے بانی کا ہوبہو فوٹو اس کی آنکھوں کے سامنے کھیچ جائے۔ اور پھر اس میں حوالے بھی ایسے زبردست اور مستند کتابوں سے دیئے گئے ہیں۔ کہ اگر کوئی آریہ دوست ایک حوالہ کا بھی رد کردے تو ہم انشاء اللہ تعالےٰ پانچسو روپیہ سے اس کی جھولی بھرنے کو تیار ہیں۔ احباب کو چاہئے کہ اس مفید کتاب کو خرید کر عام پبلک میں عموماً اور آریہ صاحبان میں خصوصاً کثرت سے مفت تقسیم کریں۔ جسقدر اس کتاب کی زیادہ اشاعت ہوگی انشاء اللہ تعالےٰ اسی قدر ارواح کو روحانی فائدہ پہنچیگا۔ ۲۲×۲۹ کے ۱۳۲ صفحہ کی کتاب ہے۔ لکھائی چھپائی اعلیٰ۔ ٹائٹل رنگین۔ قیمت صرف ۸ر۔ اکٹھی خرید کر مفت تقسیم کرنیوالوں سے خاص رعایت "

ملنے کا پتہ:۔ مینجر اخبار نور قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

KHILAFAT LIBRARY

اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں چھپکر شیخ محمد یوسف کیلئے قادیان سے شایع ہوا

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کی بعثت سے پہلے کا نظارہ

نمبر ۳

اس سلسلہ مضمون کے دوسرے نمبر میں یہ ظاہر کیا جا چکا ہے کہ فارسیوں کے اخلاق از حد خراب ہو چکے تھے۔ اور قریب تھا کہ انکی بداعمالیوں سے عذاب الہی اپنا بھیانک چہرہ دکھلائے۔ مگر فارسیوں کے اس تیرہ تار مطلع پر کسریٰ نوشیرواں کے ذاتی انصاف اور خوبیاں تارے کی طرح ٹمٹماتی تھیں جس سے کچھ مدت تک عذاب الہی رُک گیا۔ مگر نوشیرواں عادل کے راہِ عالم بقا ہونے پر آفات آسمانی نے اہل فارس کو اپنا بھیانک چہرہ دکھلانا شروع کیا۔

اہل فارس اور ایرانیوں سے گذر کر موسائیوں پر بھی انکے بداعمالوں کیوجہ سے سخت کہرام مچا ہوا تھا اور طرح طرح کی بلائیں نازل ہو رہی تھیں۔ اور سب سے زیادہ مصیبت عظیم وہ تھی جنہیں طیطوس اور ہیڈرین قیاصرہ روم کی لڑائیاں تھیں۔ جسمیں روم کی اینٹ سے اینٹ کھڑک گئی - ملک میں اسقدر اودہم اور ہٹڑ دیٹڑی مچگئی کہ لوگ اپنے گھروں سے نکلکر خانہ بدوشی کو ترجیح دینے لگے۔ مگر افسوس کہ بیابانوں اور جنگلوں میں بھی ملکی بدامنی کیوجہ سے اپنا سر چھپا نہیں سکتے تھے۔ ایک گھنٹہ کہیں گذارا۔ تو دوسرے گھنٹے کیلئے اپنے سر چھپانیکے واسطے کسی دوسری جگہ کی تلاش ہوئی۔ خانوادہ بنی اسرائیل ع بالکل تباہ و برباد ہو گیا۔ اس خاندان کے لوگ مفرور ہو کر ساری دنیا میں جا بے پناہ ڈھونڈتے پھرتے تھے۔ مگر جہاں گئے اپنا غرور و نخوت اور اپنی قساوت قلبی اور سنگدلی کو جسکی ہجو اور مذمت اکثر انبیاء نے کی ہے۔ اپنے ساتھ لیتے گئے۔ یہود نے غیر ملکوں میں عافیت گزیں ہو کر اگلے زمانے کی ناشائستہ حرکتیں پھر کرنی شروع کر دیں۔ جن سے انہوں نے وہاں کے رہنے والوں کو بے چین کر دیا۔ لاریب ان کو ایک نبی کی امید تھی۔ مگر افسوس کہ اس امید کیساتھ شدید تعصب زندی اور عیاشی بھی شریک تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئے بھی اور چلے بھی گئے۔ مگر افسوس کہ یہود کے پتھر دل پر انکی رسالت کا کچھ اثر نہ ہوا۔ یہ باہمی برادرانہ لطف اور محبّت پیدا کرنے آئے تھے گو ان کی پیدائش ایک نہایت سرکش اور مغرور قوم سے تعلق رکھتی تھی۔ مگر آپ کی سرشت میں حلم اور انکساری کُوٹ کُوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اپنے حواریّین پر نہایت لطف و شفقت فرماتے تھے۔ اور سب کے دلی خیر خواہ تھے۔ الغرض اُنکی پاک نفسی اور عالی ظرفی اور زہد و تقوی کا سکہ بنی آدم پر بیٹھ گیا۔ مگر ان کی مزاج میں ویسا استقلال نہ تھا۔ جیسا حضرت موسیٰ کی مزاج میں تھا۔ جس سے ایک غدار اور مرتد قوم کے دل میں بھی انکا خوف سما گیا تھا۔ قرآن شریف سورۃ الاعراف کے رکوع ۱۶ سے لیکر ۱۹ رکوع تک حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا حال لکھا ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام صرف چالیس روز کے واسطے اپنی قوم سے الگ ہو کر اکانت میں خداوند تعالےٰ کی یاد میں سمادہی لگانے کیلئے کنج تنہائی میں ڈیرا جمایا۔ اور اپنی جگہ اپنے بھائی ہارون کو خلیفہ مقرر کیا۔ تو حضرت موسی علیہ السلام کی عدم موجودگی میں وہ قوم فسق و فجور کیطرف راغب ہو گئی۔ جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس قوم میں کسطرح سرکشی اور فسق و فجور کا مادہ سمایا ہوا تھا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام چالیس روز کے بعد واپس آئے اور اگر اپنی قوم کو سرکشی اور فسق و فجور میں غلطان اور پیچاں پایا۔ تو اس وقت کی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شوکت اور جبروت قرآن شریف کی اس آیت سے ظاہر ہو سکتا ہے:۔

ولمّا رجع موسیٰ الیٰ قومہٖ غضبان (
قال بئسما خلفتمونی من بعدی اعجلتم
امر ربکم دلقی الالواح واخذ براس اخیہ یجرہ الیہ قال ابن امّ ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلوننی فلا تشمت بی الاعداء و لا تجعلنی علی القوم الظّالمین۔

یہ جبروت اور شوکت کے کلمات سنکر بنی اسرائیل کے چھکے چھوٹ گئے۔ غرض حضرت موسیٰ کے استقلال سے ایک غدار اور مرتد قوم کے دلپر انکا خوف سما گیا تھا۔

بالمقابل اس کے حضرت عیسےٰ علیہ السلام بے شک حلیم تھے۔ زہد و تقویٰ میں ڈوبے ہوئے تھے۔ مگر عدم استقلال کیوجہ سے حضرت عیسیٰ پر انکی امّت کا وار چل گیا۔

KHILAFAT LIBRARY

حضرت عیسیٰ کے حواریّین میں سب سے زیادہ بزرگ اور ذی کمال پولوس حواری تھا۔ باوجودیکہ حضرت مسیحؑ نے روح القدس کا وعدہ فرمایا تھا" تاہم کوئی حامی اور موّید ان کے پاک کلام یعنی انجیل مقدس کا ہونا ضروری تھا۔ جو علماء یہود اور حکمائے مشرکین کو انہیں کے علوم سے قائل کرتا .... اس لئے حضرت عیسیٰ نے ایک تیرہواں حواری بنایا جسکا نام ساؤل تھا (بعد اس کے پولوس ہو گیا) جو علوم یہود اور علوم یونان کا عالم متبحر تھا۔ اور دوسرے حواری ان علوم سے محض ناواقف تھے۔ فی الواقع پولوس حواری نے دین مسیحی کی تائید میں بڑے بڑے کار نمایاں کیے۔ مگر اس نے اپنے مرشد کے سیدھے سادھے احکام اور نصائح میں فلسفہ فیثاغورث کے نہایت دقیق اصول داخل کر دیئے۔ اور یہ وہ فلسفہ تھا۔ جسمیں عقول عشرہ اور تثلیث کا مسئلہ مشرقی ملکوں سے اخذ کر کے داخل کیا تھا۔ تثلیث کا مسئلہ پولوس نے کوئی نیا ایجاد نہیں کیا۔ بلکہ یہ مدت سے پہلے اہل مشرق میں تریتی (برہما۔ وشن۔ مہیش) کے نام سے رائج تھا۔ مسیح کے سیدھے سادھے احکام میں ان دقیق فلسفانہ مسایل کا داخل کیا جانا بیّن طور سے اس بات کی شہادت دے رہا ہے۔ کہ سیدھے سادھے انسانوں کو جو محض روحانی زندگی حاصل کرنے

کے لئے دین مسیح میں قدم رکھنا چاہتے تھے - یہ فلسفانہ دقیق مسائل ان کی راہ میں آہنی دیوار کا کام کرتے تھے - باوجودیکہ اس وقت پادریوں میں بڑے بڑے عالم فاضل موجود ہیں - مگر وہ تثلیث اور کفارہ سے وحدانیت ثابت نہیں کر سکتے - آج بھی اگر تثلیث کے مسئلہ کی نسبت پادری صاحبان سے یہ سوال کیا جاتا ہے - کہ ۳ = ۱ کیسے ہو سکتے ہیں - تو پادری صاحبان یہ جواب دیکر کہ "تمہاری عقلیں ان باریک مسایل کے سمجھنے سے قاصر ہیں" چپ ہو جاتے ہیں - اور اگر اسی طرح کفارہ کی نسبت یہ سوال کیا جائے کہ زید اپنے سر پر پتھر مارے مگر زید کا سر تو لوں کا دوں ہی رہے - مگر بکر کے سر کو درد ہو یہ کیسے ہو سکتا ہے تو پادری صاحبان یہ جواب دیکر کہ "خداوند تعالےٰ کے مسئلے انسانی ادراک سے بالاتر ہیں" خاموش ہو جاتے ہیں فلسفانہ نکتہ خیال سے خواہ یہ مسایل کیسے ہی اعلےٰ اور بلند پایہ کے کیوں نہ ہوں - مگر سیدھی سادھی روحانی زندگی حاصل کرنے والوں کیلئے یہ سد سکندری سے کم نہیں -

اپنے اور بیگانے یعنی یہود اور غیر یہود کے فریق سے خود حواریین میں باہم حسد پیدا ہوا - چنانچہ پطرس اور پولوس حواریوں کی عداوت باہمی مشہور ہے ملاحظہ ہو ییمنر صاحب کی تاریخ کلیسیا مسیح جلد ۱ صفحہ ۲۶ و ۲۷ غالباً فرقہ انبیاء کے جو اعتقادات تھے وہی اصل حواریوں کے تھے - انہیں حواریوں سے حضرت عیسیٰ بے تکلفانہ ہمکلام رہتے تھے - اور انہیں کا قول ہے کہ تمام افعال نفسانی اور جسمانی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مثل دوسرے انسانوں کے ایک بشر تھے - جیسا قرآن شریف نے بھی اسبات کی گواہی دی ہے - ان مثل عیسٰے کمثل ادم - یعنے عیسیٰ کی مثال آدم کی مثال ہے - پھر فرمایا ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل (یعنے مسیح ابن مریم صرف ایک رسول تھے اور انسے پہلے جتنے رسول تھے وہ سب فوت ہو چکے ہیں) - ان حواریوں نے حضرت عیسٰے کو صغر سن سے شباب تک اور شباب سے سن کہولت تک دیکھا تھا - انکا اعتقاد اسوجہ سے معتدل رہا - کہ وہ جانتے تھے کہ یہ انسان ہیں - مگر بعد میں اس اصل اعتقاد میں فرق آ گیا - اور چند در چند اسکی شکلیں پیدا ہو گئیں - اور مختلف فرقے - دسوطیہ - و مارسینہ و فطر فوسیہ وغیرہ حادث ہوتے گئے - فرقہ دسوطیہ کے اعتقاد میں حضرت مسیح پورے خدا تھے - اور فرقہ مارسینہ میں ان کو خدا سے تشبیہ دیتے تھے - اور ان کو مسیح ابن اللہ کہتے تھے - جس کو خدا نے کچھ خفیف سا شائبہ جسمانیت اسوجہ سے عطا کیا تھا تاکہ دوسرے انسان بھی خداوند تعالےٰ کے سروپ کو دیکھ لیں - اور فرقہ فطر فوسیہ کا اعتقاد یہ تھا کہ بیٹے کیساتھ باپ بھی مصلوب ہو گیا - ملاحظہ ہو موشیم اور گبنز صاحب کی تاریخ جلد ۲ صفحہ ۱۵۰ - کونسل نیس جو ۳۲۵ء میں منعقد ہوئی تھی - جسمیں حضرت مسیح کے الوہیت رہبان و قسیسین نے قایم کر دیئے - یہ مختلف فرقوں کا سلسلہ اختلاف آراء برابر جاری رہا - غیر لوگ جنہوں نے مسیح ؑ کو جامۂ بشریت میں کبھی نہ دیکھا تھا ان کو انکی الوہیت کا اعتقاد کر لینا کچھ مشکل نہ تھا - علے الخصوص جبکہ وہ اجنبی لوگ یا تو مشرکین تھے - یا حکماء یونانی جو عیسائی ہونیکے پہلے بھی اپنے دیوی دیوتاؤں کو شرکاء باری تعالےٰ گردانتے تھے - اس میں کوئی شک نہیں کہ عیسائیت مت کے رواج پانے پر کچھ مدت تک بت پرستی کی روک تھام ہو گئی - مگر علماء مسیحی کو ہر وقت یہی فکر رہتی تھی کہ کسی نہ کسی طرح اپنے پیغمبر کی ماہیت کو دریافت کریں - نہ یہ کہ ان کے احکام پر عمل کریں تسلی کیلئے ملاحظہ ہو گبن صاحب کی تاریخ زوال سلطنت روم جلد ۴ باب ۴۸ صفحہ ۳۳۸

ہمارا دل نہیں چاہتا کہ ہم عیسائیوں کے باہمی جھگڑوں کو تفصیلاً بیان کریں - کہ کیسا جنگ وجدل ہوا - اور کیسی کیسی خونریزیاں ہوئیں - بعض حکماء کا یہ قول ہے کہ دین مسیح پر یہ ایک ایسا دھبہ ہے جسکا دھلنا ذرا مشکل ہے - ہیاشیا نامی ایک یونانی عورت کو جو بڑی علامہ اور نہایت حسین اور خوش مذاق تھی - ایک مرد نصرانی نے جس کو اب عیسائی لوگ ولی سمجھتے ہیں ناحق مار ڈالا - ڈائیر صاحب نے اپنی تاریخ جلد ۱ صفحہ ۳۱۰ و ۳۱۴ میں اس مقتولہ یونانیہ کے علم و فضل کی بہت تعریف کی ہے - اور نیز یہ بھی ہمارا دل نہیں چاہتا کہ ان افعال شنیعہ کو بیان کریں جو خود علماء نصاریٰ کے فتویٰ سے قسطنطنیہ کے دربار قیصری میں ہوتے تھے - اس پر ناظرین کو صرف ان لڑائیوں کیطرف متوجہ کرنا ضروری ہے جو فرقہ منافسائٹ اور اس فرقہ کے اعتقاد میں حضرت عیسیٰ کی الوہیت اور بشریت باہم مخلوط ہو کر ایک حقیقت واحد ہو گئی تھی - اور فرقہ منا تھلائٹ (اس فرقہ کا یہ اعتقاد تھا کہ مسیح کی ماہیتیں دو تھیں مگر ان سے ایک ہی ارادہ ظاہر ہوتا تھا) میں ہوئیں - ان مسایل کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے - جن کے باب میں علماء میں اختلاف عظیم ہوا جس سے مسیحی دین میں گڑھے پڑ گئے - اور خواہشہائے نفسانی - خواہ وہ دنیاوی ثروت کو چاہتی ہوں - یا دینی عظمت کی طالب ہوں ان پر غالب آ گئیں - اس پہلو پر انشاء اللہ تعالےٰ ہم آئندہ نمبر میں کماحقہ بحث کریں گے ! +

KHILAFAT LIBRARY

نوٹ - نکات - رائیں

مہاراجہ بڑودہ اور آریہ سماج !

ابکے دفعہ مہاراجہ صاحب بڑودہ نے اپنے ریاست کے نوسری شہر کی آریہ سماج کے سالانہ جلسہ کے پردھان (میر مجلس) کی چوکی کو زینت دیتے ہوئے فرمایا کہ ویدوں میں بت پرستی اور قربانی کا مسئلہ نہیں ہے - اگر یہ سوال یہاں تک ہی محدود رہتا تو بھی غنیمت تھا - مگر نہیں - مہاراجہ نے ہزارہا حاضرین سے یہ اپیل کی کہ وہ قدیمی خیالات کو تلانجلی دیکر یکدم آریہ سماج کی شرن میں آجاویں :-

آہ ! معلوم نہیں کہ مہاراجہ صاحب نے آریہ سماج کے اصولوں اور گرنتھوں کو بہ نظر تعمق مطالعہ کیا ہے یا نہیں - ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ مہاراجہ نے آریہ دھرم

کا مطالعہ ہرگز نہیں کیا۔* اگر آپ نے مطالعہ کیا ہوتا تو ہمیں ہرگز ہرگز یہ امید نہ تھی کہ مہاراجہ جیسا رعایا پرور اور مخلوق اللہ کا خیر خواہ اپنی رعایا سے ایسے دھرم میں آمیزی اپیل کرتا جو کھوکھلے درخت کی طرح بظاہر تو اپنی ٹہنیاں اور شاخیں بدستور رکھتا ہے۔ مگر اندر سے مارے گھن کے کھوکھلا ہے۔

آؤ ہم ذرا تھوڑی دیر کیلئے خالی الذہن ہو کر مہاراجہ صاحب کے دعووں کی پڑتال کریں۔ سب سے پہلے یہ دیکھیں کہ مہاراجہ صاحب نے جو یہ فرمایا ہے۔ کہ ویدوں میں مورتی پوجا اور قربانی نہیں یہ دعوے کہانتک اپنے اندر صداقت کا مادہ رکھتا ہے۔ شاستروں میں اس قسم کی لاانتہا شہادتیں ہیں۔ جو بتصریح اس بات کی شہادت دیتی ہیں۔ کہ ویدوں کا ظہور محض قربانی کے لئے ہوا ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے "وید استادت یگ کرم پورتا" جس کا مطلب یہ ہے کہ چاروں وید قربانی وغیرہ کی پاکیزگی کو ظاہر کرتے ہیں۔ اور منو سمرتی کا بھی یہی بیان اور پنڈت دیانند صاحب بھی یہی کہتے ہیں۔ تسلی کیلئے ملاحظہ ہو ستیارتھ پرکاش اول اڈیشن صفحہ ۳۰۲ جس جگہ گومیدھ یگوں میں بانجھ گائیں اور بیل وغیرہ پشوؤں کی قربانی کو جائز قرار دیا گیا ہے آگے پھر اسی ستیارتھ پرکاش کے ۳۹۹ صفحہ میں لکھا ہے کہ گوشت کے پنڈوں کیساتھ صبح اُٹھکر بندھیا اور ہون وغیرہ کرو۔ اور پھر صفحہ ۱۷ میں یگوں کیواسطے پشوؤں کے مارنے کو ایک صواب کا کام جتلایا ہے۔

پھر پنڈت دیانند جی نے یجر وید بھاشی ادھیائے ۱۹ کنڈ کا چالیس کے بھاو میں لکھا ہے کہ حیوان کے گوشت کی آہوتیاں دیکر باقی جو بچے کھاؤ۔ ادھیائے ۱۳ منتر ۴۸ و ۴۹ میں لکھا ہے کہ بے نقصان وہ حیوان اور بیل گائے وغیرہ کو مار کر ہون کرو۔ پھر رگوید میں لکھا ہے کہ اُے اگنی جب میں دشمنوں پر فتح پاکر آؤنگا۔ تو تمہارے لئے ایک موٹا تازہ سانڈ مارونگا۔ (۱۰-۲۷-۲)

پھر ویدوں کا برہمن بھاگ تو یگوں اور قربانیوں سے بھرا پڑا ہے۔ "تیتریہ برہمن" میں قربانی کی ایک عجیب و غریب کہانی لکھی ہے۔ جس میں لاانتہا پشو مار کر بتوں کے آگے "بلدان" یا ذبح کئے جاتے تھے۔ اور یگ کرنیوالے انکا گوشت کہاتے تھے اس رسم کو تیتریہ برہمن میں "پنچ شاردی یشو" کے نام سے پکارا گیا ہے۔ چنانچہ اسی امر پر اخبار خالصہ سیوک روشنی ڈالتا ہوا لکھتا ہے۔ کہ اس رسم میں پانچ برس کے ۱۷ گٹھیلے بیل جنکے کوہان نہ نکلے ہوں۔ تین تین سال کی ۱۷ گائیں اکھٹی کی جاتی تھیں ۱۷۔ بیلوں کو تو کچھ منتر پڑھکر چھوڑ دیتے تھے۔ مگر گائیوں کو ذبح کیا جاتا تھا۔ شام وید اور تانڈ برہمن میں بھی ایسی یگ کا حال ہے (ملاحظہ ہو خالصہ سیوک ۱۵ مارچ ۱۹۱۱ء چار صفحہ پہلا کالم)۔

پھر ویدوں میں لکھا ہے کہ جو بڑا دولت مند بننا چاہے وہ "پنچ شاردی یشو یگ کرے۔ وہ ضرور بڑا دولتمند ہو جائیگا۔ ملاحظہ ہو تیتریہ برہمن ۲۰۲۔

پھر دوسری جگہ لکھا ہے کہ اس یگ کے کرنے سے آزاد سلطنت ملتی ہے۔ چنانچہ ایک رشی نے ایسا یگ کرکے آزاد سلطنت حاصل کی تھی۔

ویدوں میں مختلف اقسام کے یگ ہیں جیسا کہ پرکھ میدھ یگ (آدمیوں کی قربانی) گومیدھ یگ (گائیوں کی قربانی) اشومیدھ یگ (گھوڑوں کی قربانی) وغیرہ وغیرہ اور اسکے علاوہ اوہام اور قصے کہانیوں سے وید بھرے پڑے ہیں۔ پھر ہم حیران ہیں کہ مہاراجہ بڑودہ جیسے عقلمند اور ودوان نے کیسے یہ دعویٰ کر دیا کہ ویدوں میں قربانی اور مورتی پوجا نہیں ہے۔ اگر خدا نے چاہا۔ تو ہم انشاءاللہ تعالےٰ آئندہ نمبر میں روز روشن کیطرح اس امر کو ظاہر کرکے دکھلا دیں گے۔ کہ ویدوں میں ایشور بھگتی اور روحانی زندگی حاصل کرنیکا کہیں بھی ذکر نہیں ہاں اس کے علاوہ اوہام پرستی وغیرہ کی تعلیم جگہ بہ جگہ پائی جاتی ہے۔

آریہ سماج کا شہید اور خالصہ سیوک

پچھلے دنوں آریہ سماج نے لیکھرام کو بڑے ڈھول ڈھمکے سے "آریہ شہید آریہ شبد" کی پکار مچا کر اخبارات کے صفحوں کے صفحے سیاہ کر ڈالے تھے۔

تس پر خالصہ سیوک لکھتا ہے۔ آریہ سماج کی تاریخ میں سچے شہید کا تو کہیں نام و نشان بھی نہیں پایا جاتا پھر نامعلوم آریہ سماج نے کس شہید کی یادگار کو اس دھول ڈھمکے سے منایا؟ کیا اس شہید کا جو تمام عمر مسلمانوں کو گالیاں نکالکر مذہبی طبقہ میں کھلبلی مچاتا رہا۔ وہ کون؟ پنڈت لیکھرام............ ایک معمولی آدمی کو شہید کا درجہ دینے والے آریہ سماجی کسطرح انصاف کا خون کر رہے ہیں۔ سچے شہیدوں کے سچے اور راست واقعات پڑھتے پڑھتے سماجیوں نے اپنے ایک گنگلے تیلی کو راجہ بھوج کے تخت پر بٹھلا کر۔ اور اپنی بلی کو شیر بنا کر اپنے دل کو ٹھنڈا کر لیا"۔

KHILAFAT LIBRARY

ہم ہمعصر خالصہ سیوک کی رائے پر کچھ حاشیہ چڑھانا مناسب نہیں سمجھتے۔ مگر ہم آریہ سماج کے جوشیلے ممبروں کی خدمت میں یہ کہے بغیر بھی نہیں رہ سکتے۔ کہ وہ بجائے اصل کے "نقل" اوتار کر دوسروں کا منہ نہ چڑائیں۔ ہاں حقیقت اور سچائی پیدا کرکے میدان ترقی میں طبع آزمائی کریں ورنہ آخر ملمع ملمع اور سونا سونا ہی ہے۔

عذر گناہ بدتر از گناہ

۱۷ مارچ ۱۹۱۱ء کے ہندوستان میں پنڈت رام بھوجدت وکیل مشہور معروف آریہ کا ایک مضمون چھپا ہے جسمیں پنڈت رام بھوجدت جی نے ایڑی چوٹی تک زور لگا کر یہ ثابت کرنا چاہا ہے۔ کہ آریہ سماج کی پالیسی اشتعال انگیز نہیں ہے۔ اور آریہ سماج نے آجتک جو کچھ کیا ہے وہ ڈلفنیس ہی ڈیفنس ہے۔ مگر آؤ اب ہم پنڈت صاحب کے اس دعوے کو واقعات کی کسوٹی پر پرکھ کر دیکھیں کہ یہ دعویٰ اپنے آپ میں کہانتک سچائی کی بو باس رکھتا ہے آریہ سماج کا جنم پنڈت دیانند بانیٔ سماج سے شروع ہوتا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ پنڈت صاحب موصوف نے دیگر ادیان کو اپنی سب سے پہلی مایۂ ناز پستک ستیارتھ پرکاش میں کن الفاظ سے یاد کیا ہے۔ سناتنی ہندوؤں کے پوجنیہ اور معزز رکن رکین شری مدبھاگوت کے مصنف

کے متعلق سوامی دیانند صاحب اپنی مایۂ ناز پستک ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۳۳۱ پر تحریر فرماتے ہیں۔ "بھاگوت کے بنانیوالے لال بجھکڑ کیا تجھے ایسی ایسی جھوٹی باتیں لکھنے میں لجھیا اور شرم نہ آئی بالکل اندھا ہی بنگیا۔ .... بھلا ان مہا جھوٹ باتوں کو وہ اندھے پوپ ہی اور اندر باہر کی پھوٹی آنکھوں والے ہی مانیں تو مانیں۔ بڑی حیرانی کی بات ہے یہ انسانوں میں یا کچھ اور ایسی کتابوں کے بنانیوالے پیدا ہوتے ہی کیوں نہ مر گئے"

بھلا سناتنی ہندوؤں نے سوامی جی کا کیا بگاڑا تھا جو سوامی جی نے انہیں اس طرح کوسا۔ پنڈت رام بھجدت صاحب وکیل دھیرج سے جواب دیں۔

پھر اسی ستیارتھ پرکاش کے ۲۹۴ و ۳۰۴ صفحہ پر جینی اور بدھوں کے گوروؤں کی نسبت سوامی جی لکھتے ہیں "ان کے گورو خود غرض تھے۔ پورن ودوان نہ تھے اپنا مطلب سدھ کرنیوالے تھے وغیرہ وغیرہ۔"

پھر اس کتاب کے صفحہ ۵۶۳ پر سکھوں کے پوجنیہ گورو اور مسلمانوں کے واجب الاحترام صوفی منش شری گورو نانک رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق سوامی جی لکھتے ہیں "چاہتے تھے کہ میں سنسکرت میں بھی ٹانگ اڑاؤں انہیں اپنی عزت اور شہرت کی خواہش از بس تھی۔ جب انہیں اپنی شہرت اور عزت کی خواہش حد سے زیادہ تھی تو پھر کچھ دنبہ (دنگ) بھی کیا ہوگا" بھلا باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ نے پنڈت دیانند کا کیا بگاڑا تھا۔ جو اس طرح ان کو مکار وغیرہ کے مکروہ الفاظ سے یاد کیا گیا۔ پنڈت رام بھجدت صاحب ذرا شانتی سے جواب دیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت سوامی جی کی رائے

پھر اسی ستیارتھ پرکاش کے ۵۰۱ صفحہ پر حضرت مسیح علیہ السلام کے مصلوب ہونے کی نسبت سوامی جی تحریر فرماتے ہیں "ایسی دردشا (ذلّت) میں مرنیسے آپ خود قتل ہو کر یا سمادھی چڑھا کر یا کسی اور طور سے جان چھوڑ دیتا تو اچھا ہوتا۔ لیکن عقل کا علم کیسے آوے" پھر بائیبل کی نسبت سوامی جی تحریر فرماتے ہیں "سچ تو یہ ہے کہ یہ پستک عیسائیوں کی اور عیسیٰ ایشور کا بیٹا جنہوں نے بنایا۔ وے شیطان ہوں تو ہوں۔ مگر یہ الہامی کتاب نہیں ہو سکتی" آہ! بھلا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے رشی دیانند کا کیا بگاڑا تھا" پنڈت رام بھجدت ذرا سوچ سمجھ کر جواب دیں۔

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نسبت پنڈت جی کی درافشانی

سوامی جی نے ایک نہ دو بلکہ انہوں نے ہندوستان کے کل ادیان کے رہبروں اور مذہبی ریفارمروں کو بے طرح ہائی پی کر کوسا ہے آپ بانئے اسلام کی نسبت فرماتے ہیں "دیکھئے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی لیلا۔ یہ قرآن اور قرآن کا خدا اور مسلمان تعصب اور جہالت میں ڈوبے ہوئے ہیں اس لئے مسلمان تاریکی میں ہیں۔ اور دیکھئے محمد (صلے اللہ علیہ وسلّم) کی لیلا کہ جو تم میرا اپکھ کرو گے تو خدا تمہارا بلکچھ کریگا........ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ محمد صاحب کا انتہ کرن (دل) شدہ نہیں تھا۔ اس لئے اپنا مطلب سدھ کرنیکے لئے محمد صاحب نے قرآن بنایا۔ یا بنوایا۔ محمد صاحب آدمی وغیرہ سمجھتے تھے کہ جو خدا تعالےٰ کے نام سے ایسی باتیں ہم نہ لکھیں گے۔ تو اپنا مذہب نہ بڑھیگا۔ اور پدارتھ نہ ملیں گے۔ انند بھوگ نہ ہوگا۔ اس سے ظاہر ہے کہ وے اپنے مطلب سدھ کرتے تھے۔ اور دوسروں کے کام بگاڑتے تھے" اب پنڈت رام بھجدت جی سہن شیلتا سے جواب دیں کہ مسلمانوں نے سوامی جی کا کیا بگاڑا تھا۔

KHILAFAT LIBRARY

نیکی کا بدلہ بدی

جس وقت پنڈت دیانند جی ۱۸۷۷ء میں پہلی دفعہ لاہور آئے۔ اور کل ہندوؤں نے سوامی جی کو اپنے مکان میں رہنے اور لیکچر دینے سے قطعی انکار کر دیا۔ اس وقت لاہور کے مشہور و معروف ڈاکٹر رحیم خان صاحب خان بہادر نے پنڈت جی کیلئے اپنی کوٹھی خالی کر دی۔ چنانچہ پنڈت دیانند جی مدت تک لاہور میں ڈاکٹر رحیم خان کی کوٹھی پر ہی لیکچر دیتے رہے۔ اور دوسرے موقعہ پر جب پنڈت جی لاہور آئے تو ان کو کسی ہندو نے اپنے مکان میں ٹھیرنے کیلئے جگہ نہ دی۔ بلکہ پنڈت جی کو نواب نوازش علیخان نے اپنے باغیچہ میں اتارا۔ اسی طرح جب پنڈت جی امرتسر گئے تو وہاں بھی کسی ہندو نے پنڈت جی کو ٹھیرنے کیلئے جگہ نہ دی۔ ایک مسلمان رئیس میاں محمد جان نے اپنی کوٹھی پنڈت جی کیلئے خالی کر دی۔ غرضیکہ ہم کہاں تک گنتے چلے جاویں۔ مگر سوامی نے اسکا بدلہ کیا دیا۔ وہ ستیارتھ پرکاش میں درج ہے۔ جسکا حوالہ میں پیچھے دے چکا ہوں۔ کیا پھول دینے والوں کو بھی کوئی پتھر مارتا ہے۔ کیا دودھ پلانیوالوں کو بھی کوئی زہر دیا کرتا ہے۔ کیا میٹھے پھلوں کے مقابلہ میں بھی کوئی گالیاں دیا کرتا ہے۔ کیا نیکی کرنیوالوں سے بھی کوئی بدی کیا کرتا ہے۔

یہ **سوال** ہے؟ جو ہم پنڈت رام بھجدت صاحب وکیل کے سامنے رکھکر شانتی اور دھیرج سے اس کا جواب چاہتے ہیں۔ کیا ہم! پنڈت رام بھجدت سے اس سوال کے جواب کی امید رکھیں؟ +

قادیان کے سکھ اور ہم

عام پبلک سے عموماً۔ اور نور کے ناظرین سے خصوصاً یہ بات چھپی ہوئی نہیں کہ سکھ صاحبان کے متعلق ہمارا لہجہ ہمیشہ معتدل رہا ہے۔ ست بچن۔ اظہار حق۔ سوانح عمری حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا حرف حرف پڑھ جائیے۔ آپ کو کوئی لفظ بلکہ کسی لفظ کا شوشہ بھی ایسا نہیں ملیگا۔ جس سے اشارۃً یا کنایۃً سکھ صاحبان یا ان کے پوجنیہ گوروؤں کی ہتک ظاہر ہوتی ہو۔ بلکہ

جس جگہ بھی گوروں کے نام آئے ہیں۔ نہایت تعظیم اور عزت بھرے الفاظ میں لکھے گئے ہیں۔ مگر برخلاف اس کے پچھلے سال جب ماہ مارچ ۱۹۱۰ء میں قادیان کے سکھوں کا جلسہ ہؤا۔ تو بھائی لال سنگھ۔ اور لابھ سنگ اوپدیشک نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایسے رکیک اور ہتک آمیز الفاظ بولے کہ جو شرافت اور تہذیب سے گرے ہوئے تھے۔ ہمنے سنا کہ ان ہر دو اپدیشکوں کی بے لگام زبان پر چند فہمیدہ اور دور اندیش سکھ بھی تاسف کئے بغیر نہ رہ سکے۔ مگر اب کی بار جب پھر ماہ مارچ ۱۹۱۱ء میں سکھوں کا جلسہ ہؤا۔ تو بھائی لال سنگھ جی اپنے لیکچر میں پھر اپنی جبلی عادت پر اترائے اور مسلمانوں پر اندھا دھند اعتراض کرنے شروع کر دیئے۔ اسی ضمن میں عاجز ایڈیٹر نور کو بھی خوب پانی پی پی کر کوسنا شروع کیا اور جوش کے ترنگ میں آکر بہ آواز بلند یہ کہنا شروع کر دیا کہ محمد یوسف (ایڈیٹر نور) کہتا ہے۔ کہ باوا نانک جی مسلمان تھے۔ اگر اس کی چھاتی میں زور ہے تو وہ میرے سامنے آکر باوا نانک جی کو مسلمان ثابت کرے۔ اگر وہ باوا نانک جی کو مسلمان ثابت کر دے تو میں اُسے پانچسو روپیہ (۵۰۰) انعام دونگا!"

یہ بات سنتے ہی سکول کے ایک طالبعلم نے مجھ سے آکر کہا کہ اسطرح بھائی لال سنگھ تمہیں اپنے مقابل آنیکا چیلنج دے رہے ہیں۔ جس پر میں نے بچے کی بات پر چنداں اعتبار نہ کیا۔ اور یہ کہکر بھیجدیا کہ تم بھائی لال سنگھ جیکو ایک رقعہ لکھ کر دو۔ کہ وہ ان الفاظ کو قلمبند کر دیں مگر اس کے دس منٹ بعد میاں رحمت اللہ دوکاندار بھی یہی پیغام لیکر آئے کہ بھائی لال سنگھ چیلنج پر چیلنج دے رہا ہے کہ کوئی مسلمان باوا نانک جی کو مسلمان ثابت کرکے پانچسو روپیہ انعام حاصل کرے۔ میاں رحمت اللہ کی زبان سے سنکر مجھے اعتبار آگیا۔ کہ واقعی خالصہ بہادر چیلنج دے رہے ہیں پس اُسی وقت جلسہ کے پنڈال میں پہنچ گیا۔ آگے شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم اور پندرہ سولہ اور بھی مسلمان موجود تھے۔

میرے جانے پر انہوں نے بھائی لال سنگھ جیکو پیغام بھیجا۔ کہ محمد یوسف آگیا ہے۔ آپ وقت دیں۔ بسنبر بھائی لال سنگھ نے کہلا بھیجا کہ وقت کے بارے میں پریذیڈنٹ سے بات چیت کریں۔ جس پر ہمنے مرزا ارشد بیگ صاحب کے ذریعہ خالصہ دیوان قادیان کے پریذیڈنٹ بھائی پرتاب سنگھ جی کو بلایا اور وقت کے بارے میں درخواست کی۔ جس پر آپ نے فرمایا کہ آج کے پروگرام میں تو گنجایش نہیں البتہ کل صبح وقت ملجائیگا۔ یہ بات سنکر میں نے کہا کہ آپ یہ کلمات لکھ دیں کہ کل وقت دیا جائیگا۔ بسنبر پریذیڈنٹ صاحب سخت گھبرائے اور لکھنے سے بالکل انکار کر دیا۔ اور یہ کہکر کے شام کے وقت ہم خود ہی لکھکر آپ کے پاس بھیجدیں گے ٹالدیا۔ بنبر یہ جواب سن کر میں لوٹ آیا اور شام کا انتظار کرنیلگا۔ شام چھوڑ عشا بھی ہوگئی۔ مگر جواب ندارد۔

اس انتظاری کے بعد میں نے ایک رقعہ رات کے ۱۰ بجے بارش میں سکرٹری سنگھ سبھا کے پاس بدست شیخ عبد المجید صاحب کلرک میگزین بھیجا سو اس رقعہ کی نقل بجنسہ ہدیہ ناظرین کیجاتی ہے۔

KHILAFAT LIBRARY

رقعہ بخدمت سکرٹری صاحب خالصہ دیوان قادیان

جناب سکرٹری صاحب خالصہ دیوان قادیان

معتبر ذرایع سے معلوم کرکے کہ بھائی لال سنگھ جی گیانی نے مسلمانوں کو یہ چیلنج دیا ہے کہ جو مسلمان باوا نانک رحمۃ اللہ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں وہ جھوٹے ہیں۔ اگر ان کے پاس کوئی دلیل ہے کہ باوا نانک مسلمان تھے تو وہ میرے سامنے آکر اس بات کو ثابت کر دکھائیں تو میں پانچسو روپیہ انعام دونگا"۔ سو ہم بھائی جی کے اس چیلنج کو بخوشی منظور کرتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ آپ کل جلسہ میں ہمیں وقت دیں اور انشاء اللہ تعالےٰ ہم روز روشن کیطرح باوا نانک جیکا مسلمان ہونا ثابت کر دکھائیں گے!

("آپکا ہی خیر خواہ محمد یوسف ایڈیٹر نور")

سکرٹری صاحب خالصہ دیوان قادیان کا جواب!۔

آپکا خط موصول ہؤا۔ لیکن پڑھکر افسوس ہؤا۔ کہ جس کو آپ معتبر ذریعہ کہتے ہیں۔ وہ غیر معتبر ثابت ہو رہا ہے۔ بھائی لال سنگھ جی گیانی کا چیلنج گرنتھ صاحب کے ایک شلوک کیلئے ہے۔ جو اظہار حق میں لکھا ہے۔ دوسرے جو آپ نے گورو نانک دیو جیکو مسلمان ثابت کرنیکے لئے ہمارے دیوان میں وقت مانگا ہے۔ سو آپ ہمیشہ کوشش کرتے ہی رہتے ہیں۔ لیکن جو آپ کے دعوے کی تردید بھائی لال سنگھ گیانی نے کی ہے اس کو سننے کی تکلیف نہیں کر سکتے۔ التماس ہے کہ آپ اپنی سادہ سنگت (قادیاں میں چند نومسلم دوستوں کی کوشش سے ایک سادہ سنگت (غریبوں کی مجلس) قایم کی ہے۔ خالصہ دیوان کے سکرٹری کا اسی سادہ سنگت کیطرف اشارہ ہے "نور") کا جلسہ کریں اور ہمیں وقت دیں۔ اور ہماری تردید سُنیں۔

(ٹھاکر سنگھ سکرٹری خالصہ دیوان قادیان)

ناظرین جن سطور پر ہمنے خط کھینچدیا ہے۔ ذرا اس پر غور کریں۔ کل صدہا آدمیوں کے سامنے یہ چیلنج دیا گیا کہ جو مسلمان باوا نانک جیکو مسلمان ثابت کرے اُسے پانچسو روپیہ انعام دیا جائیگا۔ اور اب صاف انکار کر دیا کہ نہیں وہ چیلنج صرف ایک شلوک کیلئے تھا۔ اور پھر اس کے آگے چلکر آپ یہ لکھتے ہیں کہ بھائی لال سنگھ جی نے ہمارے دعوے یعنی باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے مسلمان ہونے کی تردید کی مگر ہمنے سننے سے انکار کر دیا۔ سو خالصہ بہادر کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ بھائی لال سنگھ جی نے تردید کب کی۔ کس وقت کی۔ اور اس کی نسبت کسکو اطلاع دی شروع جون ۱۹۱۰ء میں جب بھائی لال سنگھ جی قادیان آئے ہوئے تھے اسوقت ہمنے بازار میں جلسہ کیا۔ اور بھائی لال سنگھ جی گیانی کو مدعو کیا۔ شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم نے منشی بشارتی دوکاندار کو تین چار دفعہ بھائی لال سنگھ جیکے بلانیکے لئے بھیجا۔ مگر بھائی لال سنگھ جی نے نا آنا تھا اور نہ آئے۔ بلکہ دوسرے بازار میں الگ لیکچر دینا شروع کر دیا۔ تمام بازار اس بات کا گواہ ہے۔ اس ایک واقعہ سے ہی معلوم ہوسکتا ہے کہ ہمارے سکھ دوستوں کے دلوں میں سچائی کے سننے کیلئے کہاں تک جگہ ہے۔

مذکورہ بالا سکرٹری صاحب کے خط کا جو جواب ہمارے طرف سے دیا گیا وہ بھی ہدیہ ناظرین ہے ! *

ہمارا جواب

جناب سکرٹری صاحب آپکا خط ملا - افسوس کہ آپ نے اپنے دعوے کو واپس لے لیا - ورنہ ہم تو باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کو مسلمان ثابت کرنیکے لیئے ہر طرح سے تیار تھے - نیز کسی لفظ یا شبد کا آگے پیچھے لکھا جانا اگر واقعی کوئی ایسی بات ہو تو ہو سکتا ہے کہ کاتب جنہیں عموماً گورمکھی ہندی وغیرہ کا ربط نہیں ہوتا - اسلیئے ممکن ہے کہ کاتب نے بعض لفظوں کا کچھ کا کچھ بنا دیا ہو - اور یہ ایک فروعی مسئلہ ہے نہ اس پر آپ کے دعوے کا دارومدار ہونا چاہیئے اور نہ ہمارا ہے - اور اس وقت جو زیادہ اہم ترین اور معرکتہ الآرا مسئلہ زیر بحث ہے - جس پر آپ کے اور ہمارے دعوے کا مدار ہے وہ یہ ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ مسلمان تھے - مگر آپ کا یہ دعوے ہے کہ وہ مسلمان نہ تھے - اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ روز کی ہائے ہائے کھائے کی بجائے آج دوبدو اس کا فیصلہ ہو جائے - اُمید ہے کہ آپ اس بات کو منظور فرما دیں گے - اور اگر آپ نے اس بات کو منظور نہ کیا اور اپنے گھر میں بیٹھکر چیلنج دیتے رہے اور دوبدو فیصلہ کرنے پر آمادہ نہ ہوئے تو ہم سمجھ لیں گے کہ آپ میں تاب مقابلہ نہیں :-

اگر آپ اپنے جلسہ میں وقت دینے کے لئے تیار نہیں تو انشاء اللہ تعالےٰ آج ہماری سادہ سنگت کا جلسہ بازار میں ۱۲ بجے کے بعد ہوگا - اگر آپ کا دل سچائی کو سننے اور سنانے کیلئے فراخ ہے - تو آپ جلسہ میں آئیں - ہم بخوشی آپ کو وقت دیں گے - امید ہے - کہ آپ ضرور ہی اس بات کو منظور فرما دیں گے -

(آپکا خیر خواہ محمد یوسف ایڈیٹر "نور")

سکرٹری صاحب خالصہ دیوان قادیان کا جواب

آفرین ہے سمجھ پر کہ وقت پر بھی وہی بتلاتے ہیں - اگر سچائی اسی کا نام ہے تو یہ آپ کو مبارک ہو - آپ کے دعوے کے جھوٹے ہونیکا یہ بھی ایک ثبوت ہے - دیگر التماس ہے کہ اگر آپ سچے دل سے اس بات کا فیصلہ کرنیکے لئے بحث کرنا چاہتے ہیں - تو ہمارے مشورہ سے وہ دن مقرر کریں اس کے بعد ہم فیصلہ کرنیکے لئے تیار ہیں !!

(آپکا خیر خواہ ٹھاکر سنگہ سکرٹری خالصہ دیوان قادیان)

ہمارا جواب الجواب

جناب سکرٹری صاحب خالصہ دیوان قادیان -

کل آپ کے گیانی صاحب نے نہایت زور و شور سے یہ دعوے کیا تھا - کہ اگر کسی مسلمان کی چھاتی میں زور ہے تو ہمارے مقابلہ میں آوے - مگر افسوس کہ آپ بہت جلد اپنے دعوے سے پھر گئے - کہاں تو کل والی گرج "کہ کوئی مسلمان ہمارے مقابلہ میں آوے اور کہاں یہ آج کا ٹالم ٹولا - خیر ہمیں پرواہ نہیں - ہم ہر طرح سے تیار ہیں اور اس کا فیصلہ آپ ہی پر چھوڑتے ہیں کہ آپ ہی اس مباحثہ کیلئے کوئی تاریخ مقرر کریں - انشاء اللہ تعالےٰ ہمیں ہرگز ہرگز عذر نہیں ہوگا - اگر آپ اب بھی اس بات کے ملنے کیلئے تیار نہ ہوئے - تو ہم سمجھ لیں گے کہ آپ میں واقعی تاب مقابلہ نہیں !!

(آپکا خیر خواہ محمد یوسف ایڈیٹر "نور" قادیان)

اس کا جواب تا ہنوز خالصہ بہادروں کیطرف سے کوئی نہیں آیا - آخر ہم اپنے سکھ دوستوں کو یہ دوستانہ مشورہ دیتے ہیں کہ وہ کسی لیکچرار کو پلیٹ فارم پر آنے سے پہلے سمجھا دیا کریں کہ آپ کے لیکچر کا موضوع یہ ہوگا تاکہ وہ اپنی وریا نگی جتلانے کیلئے حدِ دائرہ سے تجاوز نہ کرنے پائے - امید ہے کہ خالصہ بہادر آئندہ کیلئے اس نکتہ کو یاد رکھینگے -

KHILAFAT LIBRARY

میں قربان جاؤں

اپنے پیر و مرشد کے جنہیں ہر وقت ہمارے دین و دنیا کے فلاح اور بہبودی کی فکر رہتی ہے - میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اور بغیر کسی لاگ، دلپیٹ کی یہ کہتا ہوں - کہ میری یہاں قادیان میں رہایش محض سیدی حضرت خلیفۃ المسیح کے دست شفقت کے طفیل سے ہوئی - ورنہ جن جن خوادار جھاڑیوں سے میں گھیسٹا گیا - جنہوں نے رہ رہ کر میرے جسم کو چھلنی کر دیا - اگر ایسے دردناک اور پر خطر وقت میں حضرت خلیفۃ المسیح کا ظلِّ رحمانی مجھ پر نہ ہوتا - تو شاید آپ یوسف کو آج اس حالت میں نہ دیکھتے -

اب تھوڑے ہی دنوں کی بات ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے ازراہ شفقت بندہ کو فرمایا "کہ ہم چاہتے ہیں - کہ تم سنسکرت بھی پڑھ لو - پنڈت ہم مقرر کر دیں گے - جسکی تنخواہ ہم اپنی گرہ سے دیں گے - اور آپنے ہمراہ پڑھنے والا کوئی دوسرا آدمی بھی تلاش کر لو جسے سنسکرت پڑھنے کا شوق ہو " چونکہ بندہ بفضلہ تعالےٰ گورمکھی نہایت عمدہ طرح جانتا ہے - ناگری سے بھی شُد بُد رکھتا ہے - اسلئے میرے دلمیں تڑپ تھی - کہ اللہ تعالےٰ کوئی سنسکرت پڑھنے کا ذریعہ نکالدے - سو خداوند تعالےٰ نے میرے پیر و مرشد کے دل میں یہ بات ڈالدی - میرے ساتھ پڑھنے کیلئے اخی المکرم شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم تیار ہوئے ہیں - سو ناظرین دعا فرماویں کہ اس کام میں اللہ تعالےٰ ان ہر دو خادمان دین کی مدد فرماوے - اور ہم اس ودیا کو پڑھکر اسلام کی خدمت کر کے اپنے مولیٰ کو خوش کر سکیں -

میں بلہار

اگر کوئی ہمخیال اپنے کسی ہمخیال کی بہتری کیلئے دعا مانگتا ہے - تو یہ کوئی چنداں تعریف کا موجب نہیں - کیونکہ وہ اپنے فرض کو ادا کر رہا ہے - مگر برخلاف اس کے اگر کوئی غیر تعلق اور غیر مذہب والا کسی کی بہتری کیلئے دست بدعا ہوتا ہے تو یہ بات آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے - کہ وہ مہاپُرش اور دھرماتما خلق اللہ کی فیض رسانی میں کسقدر بڑھا ہوا ہے - اور کہ اسکا وجود خلق اللہ کیلئے کسقدر فیض رسان ہے -

ایڈیٹر "نور" اور بابو عبد المجید صاحب سب پوسٹ ماسٹر قادیان ہم دونوں سیر کیلئے جا رہے تھے - اور ہمیں گاؤں کاہلواں کے نزدیک ایک ضعیف العمر سکھ سردار بھائی جھنڈا سنگھ ملا - اور اُس نے ہمسے پہلا سوال اپنی مادری زبان میں یہ کیا "کہ وڈے مولوی صاحب دا کی حال اے"

"یُیں" الحمدللہ کہ اب آپ کی طبیعت بہت اچھی ہے!۔ یہ کلمات سنکر اس شخص نے دونوں ہاتھ بارگاہ مُعلّی میں اُٹھائے۔ اور اپنی مادری زبان جوش بھرے اور نہ رکنے والے الفاظ کو اس طرح ادا کیا۔ "ربھے واہگرو توں ساڈے پنڈاں دے حال تے کرپا اور دیا کرکے اپنے بھگت نوں ول کردے۔ کیونکہ ساڈے پنڈ تاں اسدے بغیر رنڈے ہن!!"

ترجمہ:۔ اے ہمہ صفت موصوف خداوند آپ اپنے پیارے کو جلدی شفا دے کر ہم اور ہمارے گاؤں کے حال پر رحم فرما دیجئے۔ کیونکہ اس کے بغیر تو ہمارے گاؤں اُجاڑ بیابان ہیں۔" آہ نہ جانے ان الفاظ میں کونسی برقی طاقت تھی۔ جس سے یکدم میرے بدن کو لرزہ چڑھ گیا۔ اور میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ اور میں نے دل ہی دلمیں کہا کہ اللہ تعالٰے کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ جس نے ہمیں ایسا دہرم پتا دیا۔ جس نے غیر لوگوں کے دلوں میں بھی گھر کر لیا ہے! +

"نور" کے ناظرین سے صرف ایک بات!

نور کو شروع سے لیکر آخر تک نظر تعمق سے دیکھ جاؤ کہ "نور" اپنے مضامین کے لحاظ سے مذہبی پرچوں میں کونسا درجہ رکھتا ہے۔ اور وہ اپنے اغراض اور مقاصد میں کہانتک کامیاب ہے۔ اور تو اور اغیار تک یہ بات مان گئے ہیں کہ واقعی "نور" مذہبی پرچوں میں ایک خاص درجہ رکھتا ہے۔ اس کے ثبوت کیلئے یہی کہنا کافی ہوگا کہ "نور" کے خریداروں کے زمرہ میں آپ کو بہت سے سناتنی اور سکھ صاحبان بھی نور کے خریدار ملیں گے۔ اور انہیں نور کی توسیع اشاعت کیلئے خاص فکر ہے۔ حال ہی میں ایک سکھ سردار جو رئیس اور جاگیردار ہونے کی حیثیت سے سکھ کمیونٹی میں خاص وقار اور عزت کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔ اس نے نور کے مضامین کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے کہ میں عنقریب نور میں باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق۔ اور سکھوں کی موجودہ حالت کے متعلق ایک مبسوط آرٹیکل لکھونگا!! میرے دوستو آپ شروع سے لیکر نور کو آخر تک پڑھ جاؤ۔ پھر آپ کو نہایت آسانی سے یہ بات سمجھ میں آجائیگی کہ نور کے ایڈیٹ کرنے میں کسقدر محنت شاقہ سے کام لیا جاتا ہے۔ اگر اب بھی آپ نے نور کی توسیع اشاعت میں حصّہ لیکر نور کی قدر افزائی نہ کی۔ تو میرے دلمیں افسوس نہیں رہیگا۔ کیونکہ میں سمجھونگا کہ کسی پرچہ کی توسیع اشاعت کیلئے اسکے اچھے مضامین محرک نہیں ہوتے۔ بلکہ کوئی اور ہی بات ہوگی جس کو جسے ایڈیٹر نور تا حال بالکل بیخبر ہے۔

کس کس نے اپنا فرض ادا کیا؟

اگر نور کے ناظرین ذرا بھی توجہ کریں۔ تو نور کی اشاعت ایک ہفتہ کے اندر اندر ہی سینکڑوں سے گذر کر ہزاروں تک پہونچ سکتی ہے۔ مگر توجہ وہی کرے جسکے دلمیں درد ہو۔ اب کی بار ان احباب اکرام نے نور کی توسیع اشاعت میں مربیانہ کوشش فرمائی۔

بابو محمد عمر علی صاحب (ایک خریدار) ڈاکٹر نور بخش صاحب (۱) منشی ظفر حسین صاحب ہیڈ کنسٹبل (۱) شیخ احمدین صاحب (۲) شیخ فضل الدین صاحب (۱)، لالہ چوہڑمل صاحب (۱) شیخ مظفر احمد صاحب (۲) اللہ تعالٰے ان دوستوں کو جزاءِ خیر دے۔ گویا اس حساب ۲۹ + ۷ = ۳۶ احباب اکرام نے اپنا فرض ادا کیا۔ اور ابھی تک ۸۰۰-۳۶ = ۷۶۴- احباب اکرام پر یہ فرض یا قرضہ جوں کا دوں ہی ہے۔ کیا دوستو ایک یا دو خریداروں کا پیدا کرنا بھی کچھ مشکل ہے۔ ہمّت مرداں مدد خدا کیا "نور" کے ناظرین یہ نہیں چاہتے کہ "نور" نور، اعلیٰ نور ہو کر اپنی منوّر کرنوں سے اوروں کو بھی روشن کر دے۔ اگر آپ چاہتے ہو تو پھر اس بخل کو چھوڑ دو۔ اور نور سے عملی محبّت کا ثبوت دیکر غیروں کو ثابت کر دکھلاؤ۔ کہ اگر تمہارے مذہبی پرچوں کی اشاعت چار چار پانچ پانچ ہزار تک پہنچی ہوئی ہے۔ تو ہمارا پیارا "نور" بھی تم سے پیچھے نہیں۔ کیا "نور" نور کے ناظرین سے یہ امید رکھے؟

KHILAFAT LIBRARY

میری گفتگو ایک دہریہ سے

کل ملے اک دہریہ صاحب مجھے — میں نے پوچھا کہیئے حضرت خیر سے
آپکو کس بات پر ہے افتخار — منکر حق ہوگئے ہو کس لئے
کیوں کئے جاتے ہو اتنی شوخیاں — کیا نہیں ڈرتے خدا کے قہر سے
وہ خدا جس نے تمہیں پیدا کیا — اور زندہ رہنے کی ساماں دیئے
میں ابھی کچھ اور بھی کہتا اُسے — بول اُٹھا وہ بات میری کاٹ کے
کون کہتا ہے کوئی اللہ ہے — کچھ دلیل اسکی مجھے بتلایئے
عرض کی اس بات کا ہی کیا ثبوت — آپ ہیں فرزند اپنے باپ کے؟
کیا اس امر پر موجود ہے — کون شاہد اس کا ہے فرمایئے
یہ تو ظاہر ہے عیاں را چہ بیان — میری ماں کہتی بولا جوش سے!
تب کہا میں نے کہ سن اے ہوشمند — ایک عورت پر بھروسہ ہے تجھے!
اسکے کہنے کا تو اتنا اعتبار — جو نہ مانے ہو خفا اس پر بڑے
پر گواہی دیں جو لاکھوں راستباز — اس کو ہرگز تم نہیں ہو مانتے
راستباز ایسے صداقت کیلئے — جان بھی قربان اپنی کر چکے!
اس شہادت میں نہیں ہے اختلاف — مختلف تو موتیں ایسی لوگ تھے
خالق کون و مکان ہے ایک ہی — یہ گواہی سب کے سب دیتے رہے
دلمیں اُٹھتا ہے میرے سو سو اُبال — کیوں نہیں سچا انہیں تم مانتے!
چشم دیداں کی گواہی ہے یہی — جس کا رد کوئی نہ ہرگز کر سکے
دہریہ سے بن آیا کچھ جواب — ہنس کے چاہا بات میری ٹالدے
میں نے پھر پوچھا کہ ہاں یہ تو کہو — کسطرح بیٹے ہو اپنے باپ کے؟
دُم دبا کر بھاگتا آیا نظر — پھر نہیں آیا وہ میرے سامنے

میری گفتگو ایک آریہ سے

(سیّد الطّعام لحم)

گھاس خور اک آریہ مجھ کو ملا — میں نے پوچھا یار تم کو کیا ہُوا
کیا سبب ہے کیوں نہیں کھاتے ہو ماس — کس لئے آتا نہیں اس کا مزا
جوش میں بولا درندہ میں نہیں — ماس کھانا ہے نہایت ہی بُرا
ماس کھانیوالے ہیں جو جانور — ہے قصور انکی نظر میں بر ملا!
تب کہا میں نے کہ لالہ ہوش کر — گھاس خوری کا ثبوت اسمیں ہے کیا
ماس کی اصلاح کر کے کھاتے ہیں — اک مرکب سادہ بنتا ہے نیا

اور بلی کی نظر ہے کیسی تیز — ہے اگرچہ ماس ہی اس کی غذا
حاکم و مختار عالم ہیں رہیں — ماس کھانیوالی تو ہیں دائما

رد تناسخ

پھر کہا میں نے تناسخ کا ثبوت — مہربانی سے مجھے دیجئے بتا
سوچکر کہنے لگا رنگ جہان — دیکھکر حل ہوتا ہے یہ مسئلا
کوئی حاکم ہے کوئی محکوم ہے — ہے کسی کو دکھ کسی کو سکھہ بڑا
کوئی دولتمند ہے کوئی فقیر — کوئی اندھا کوئی لولا لنگڑا
فرق آتا ہے نظر حالات میں — عادل و منصف ہے لیکن وہ خدا
اس سے ثابت ہے کہ ملتی ہے ہمیں — اپنے اپنے پچھلوں عملوں کی جزا
دو روپے میں نے نکالے اور کہا — ایک انہیں سے ابھی لیجئے اٹھا
یہ معما دیکھکر حیراں ہوا — اور پھر کچھ سوچکر چپ رہ گیا
گر اٹھا لیتا تو اس کی ہوتی تھی — اختیار امر ثابت ہوتا تھا
وہ روپے یکرنگ تھے یکساں تھے — فرق انہیں کچھ نہیں ہے مطلقا
لالہ صاحب کو اگر تھا اختیار — تو خدا کو کیوں نہیں اس بات کا
جسکو چاہے دے جسے چاہے نہ دے — کیوں نہ ہو ایسا وہ مالک جو ہوئے

نیوگ

پھر جو پوچھا نیوگ کی بابت سوال — شرم کے مارے نہ کچھ بھی کہہ سکا
پھر مکرر پوچھنے پر یہ کہا — ہے طلاق و متعہ تم میں بھی روا
لعنت اللہ متعہ کرنیوالے پر — دو ثبوت اس کا اگر ہے کچھ بتا
پھر کسی کی بیوی وہ ہوتی نہیں — اور نہ خود خاوند اسے لیجائیگا
مشتہر کرتے ہیں ہم جو دے طلاق — تم بھی کر کے دکھلاؤ ذرا
یعنی جسنے نیوگ کروایا کبھی — نام اس کا دیجئے ہم کو بتا
تاکہ یہ کھلجائے غیرت کے خلاف — فعل ہے دونوں میں سے کس قوم کا

از اکمل

اشیائے خوردنی کی دکانوں کی ضرورت

کئی مسلمان ایسے ہیں کہ اگر تھوڑے بہت روپیہ سے ان کی دستگیری کیجائے تو ان کا وجود قوم کے واسطے مفید ہو سکتا ہے۔ ایسی مسلمانوں کی تعداد بھی کم نہیں جو اردو فارسی میں لکھہ پڑھ سکتے ہیں۔ ضروری حساب سیاق سے واقف ہیں۔ اور تلاش معاش میں دربدر ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں۔ اگر نہایت دقت اور خوشامد و چاپلوسی سے پانچ یا سات روپیہ کی نوکری ملجاتی ہے۔ تو غنیمت سمجھتے ہیں۔ لیکن مشکل یہ ہوتی ہے کہ ایسی نوکریوں میں کام بہت کرنا پڑتا ہے۔ اور تنخواہ قلیل ہوتی ہے جس سے گذارہ نہیں ہو سکتا۔ آخر مجبور ہو کر یا نوکری چھوڑ دیتے ہیں یا ایسی کارروائیاں کرنے لگتے ہیں جنکی اسلام کسی صورت میں اجازت نہیں دیتا۔ با وسعت مسلمان تجارت کے اصول پر تھوڑے بہت روپے سے ان کی مدد کریں۔ اور اشیائے خوردنی کی دکانیں کھلوائیں۔ تو اس سے دو فائدے ہونگے ایک تو بیکار مسلمانوں کیلئے روزگار کی صورت نکل آئے گی۔ دوسرے سرمایہ لگانے والوں کو بھی فائدہ ہوگا۔ اس تجویز کا گوجرانوالہ میں تجربہ کیا گیا ہے اور اس میں خاطرخواہ کامیابی ہوئی ہے۔ یہاں ایک شریف خاندانی آدمی کی ایسی ہی حالت تھی جو اوپر بیان ہوئی اس کی وجہ معاش کیواسطے ایک دو باغیرت مسلمانوں کی امداد سے آٹے دال وغیرہ کی دکان کھولی گئی۔ جو بڑی کامیابی کیساتھ چل رہی ہے۔ اسی قسم کی متعدد دکانوں کی ضرورت ہے۔ اگر مسلمان ہمت کریں تو یہ تجویز قوم کیواسطے بیحد مفید ہے۔ کاش ہر جگہ کے مسلمان اپنی اشیائے خوردنی کی دکانیں کھلوائیں۔ (خود میری چشم دید واقعات ہیں) ایسے گاؤں جس جگہ کل آبادی مسلمانوں کی ہو مگر آٹا دال یا بزازی کی دکان کیلئے کسی دوسرے جگہ سے فرمائش کرکے ہندو دوکاندار کو بلایا گیا۔ جو مسلمانوں کی گاڑھی کمائی سے وارے نیارے کرکے خوب ہاتھ رنگتا ہے حالانکہ اسی گاؤں میں ایسے مسلمان موجود تھے۔ جو تھوڑے سے سہارے سے بخوبی دوکان چلا سکتے تھے۔ مگر اپنے بھائیوں کی سردمہری سے کس مپرسی کی حالت میں پڑے اونگہ رہے تھے۔ خدا ہمارے حال پر رحم کرے (ایڈیٹر نور)

بدقسمتی سے مسلمانوں میں کئی قومیں ایسی ہیں جنہوں نے گداگری کو اپنا پیشہ قرار دے رکھا ہے۔ حالانکہ اسلام اسکی سخت ممانعت کرتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص نے آکر سوال کیا۔ حضور نے اپنے دست مبارک سے اس کو کلہاڑی بنا کر دی۔ اور فرمایا کہ اس سے لکڑیاں کاٹو۔ اور بیچکر گذارہ کرو۔ اور کبھی بھیک نہ مانگو!۔

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جو آدمی ہمیشہ مانگتا پھرتا ہے۔ یہانتک کہ وہ قیامت کے روز آئیگا ایسی حالت میں کہ اس کے چہرے پر گوشت کا ایک ٹکڑا نہ ہوگا۔ اور فرمایا کہ سورج قیامت کے دن قریب ہوگا۔ یہانتک کہ پسینہ نصف کان تک پہونچ جائیگا۔ یعنے اس کے چہرے پر گوشت نہ ہوگا اور اس کو سورج کی گرمی زیادہ محسوس ہوگی۔ غور کرو اسلام میں بھیک مانگنے کی نسبت ایسی سخت وعید ہے۔ لیکن باوجود اس کے مسلمان ہی زیادہ بھیک مانگنے والے نظر آتے ہیں۔ کیا ہی خواہان قوم کا یہ فرض نہیں ہے کہ ایسے مسلمانوں کو جو کاروبار کرنے کے لایق ہیں اور بے غیرتی اور بے حمیتی سے دریوزہ گری کرتے ہیں۔ کسب کرنیکی ترغیب دیں؟ انہی میں سے کئی ایسے بھی نکل آئیں گے۔ جو چھوٹی چھوٹی دکانیں اشیاء خوردنی کی چلا سکیں گے۔ ایسے لوگوں کی روپیہ سے امداد و اعانت کیجائے تو ہم خرما و ہم ثواب ہوگا۔

مسلمانوں میں تجارت پیشہ قومیں بھی ہیں۔ لیکن وہ ایک ہی قسم کی تجارت کرتے ہیں۔ جو آباؤ اجداد سے ان کے ہاں رائج ہے۔ مثلاً ایک شخص چمڑے کا کام کرتا ہے۔ دوسرا بساطی ہے۔ تیسرا تاجر چوب۔ اب انکی اولاد و احفاد بھی اسی کام میں مشغول ہوجاتی ہے۔ جو ان کے باپ دادا کرتے تھے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک ہی چیز کی ضرورت سے زیادہ متعدد دکانیں کھلجاتی ہیں۔ اور منافع کی شرح بہت کم ہوجاتی ہے۔ بلکہ بعض اوقات سخت مقابلہ ہونیکی صورت میں خسارہ بھی اٹھانا پڑتا ہے۔ پس مسلمان تجارت پیشہ قوموں کو اپنی اشیائے خوردنی کی دکانیں کھولنی چاہئیں۔ جنکی اشد ضرورت ہے جنکے پاس خدا کے فضل سے زیادہ سرمایہ ہو وہ وسیع پیمانہ پر اناج کپاس وغیرہ کی آڑہت کا کام کر سکتے ہیں۔

KHILAFAT LIBRARY

جب کوئی غیر مسلم مشرف باسلام ہوتا ہے تو عام معمول یہ ہے۔ کہ مولوی صاحبان اس کو مشرف باسلام ہونے کا سارٹیفکٹ لکھہ دیتے ہیں۔ جسمیں مسلمانوں کو ہدایت کی جاتی ہے۔ کہ اس آدمی کی مالی امداد کیجائے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ نومسلم اس سرٹیفکٹ کو بطور کاسہ گدائی کے ہاتھ میں لئے پھرتا ہے۔ آخرکار حمیت و خودداری کا احساس زایل کرکے ایک عادی گداگر بن جاتا ہے۔ نومسلموں کی تالیف قلوب ضروری ہے۔ اسی بنا پر اسلام نے زکوٰۃ فنڈ سے بھی ان کے واسطے بھی حصہ مقرر فرمایا ہے لیکن

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ جو شخص اسلام میں داخل ہو اس کو گداگر بنایا جاوے ایسے لوگوں کی بہترین امداد یہ ہو سکتی ہے کہ ان کو کسی کام کاج میں لگایا جاوے۔ اور ان میں کئی ایسے بھی ہوتے ہیں جو اشیائے خوردنی کی دکانیں بخوبی چلا سکتے ہیں۔ چند سال کا عرصہ گذرا ہے کہ یہاں ایک برہمن مشرف باسلام ہوا تھا۔ چونکہ وہ قبل از اسلام حلوائی کا کام کیا کرتا تھا۔ اس واسطے کچھ روپیہ چندہ فراہم کر کے اس کو حلوائی کے کام پر لگایا گیا۔ اور اس میں خاطر خواہ کامیابی ہوئی۔

فی زماننا قومی تجارت تہذیب و تمدن کا جزو لاینفک ہے۔ اور اسلام کا مقصود ہے کہ زکوٰۃ کے ذریعہ سے اسکو بے حد ترقی دیجائے۔ کیونکہ جب ہر شخص کو لازمی طور پر سال میں ایک خاص رقم سے یہ مذہبی فرض ادا کرنا پڑیگا۔ تو قوم کا ہر فرد بشر کوشش کریگا کہ جہانتک ممکن ہو یہ مذہبی فرض اصلی مال کے منافع سے ادا کیا جائے۔ اور اصل مال محفوظ رہے اسی بنا پر اسلام نے زکوٰۃ کو انہی چیزوں کیساتھ مخصوص کیا ہے جن میں نمو اور اضافہ کی قابلیت ہو اور اسی وجہ سے ادائے زکوٰۃ کیلئے ایک سال کی وسیع مدت مقرر کیگئی ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اسی نکتہ کو مد نظر رکھ کر ہمیشہ تجارت میں مصروف رہتے تھے۔ یورپ نے بہت سی تحقیقات کے بعد ایشیائی تجارت اور تمدنی تنزل کی طرف یہ وجہ بتائی ہے کہ یہاں مال کا اکثر حصہ بے کار زمین میں مدفون رکھا جاتا ہے۔ اسلام نے سوا تیرہ سو برس سے پہلے زکوٰۃ کو فرض کر کے یہ نکتہ بتا دیا تھا جیسا کہ قرآن شریف فرماتا ہے والذین یکنزون الذہب والفضۃ ولا ینفقونہا فی سبیل اللہ فبشرہم بعذاب الیم۔ اور جو لوگ چاندی اور سونے کو مدفون رکھتے ہیں اور خدا کی راہ میں صرف نہیں کرتے ان کو سخت دردناک عذاب کی بشارت دو (دیکھو پارہ ۱۰- سورۃ التوبہ رکوع ۱) باوسعت مسلمانوں کو اپنا روپیہ بیکار نہیں رکھنا چاہئے ان کے لئے مضاربت سے بہتر کوئی اور طریقہ نہیں ہو سکتا یعنی کاروباری آدمیوں کو تجارت و دکانداری وغیرہ کیواسطے روپیہ حصہ پر دیں۔ اس طرح اشیائے خوردنی کی کئی دکانیں کھل سکتی ہیں۔ بعض مسلمان اپنا روپیہ ساہوکاروں کے پاس امانت رکھتے ہیں۔ یا بنکوں میں جمع کرواتے ہیں۔ اور پانچ چھ آنہ فیصدی ماہوار سود حاصل کرتے ہیں۔ سود کی آمدنی بہت قلیل ہوتی ہے اور اکثر محتاط علماء اس کے جواز کا فتوے نہیں دیتے۔ اور وہ حق بجانب بھی ہیں۔ فی الواقعہ سود کے نتائج بہت ہی خطرناک دیکھنے میں آتے ہیں۔ سود خواروں کے اخلاق نہایت خراب ہوتے ہیں وہ ہر وقت ہر آن اسی غم فکر میں رہتے ہیں کہ کسی طرح ان کی دولت بڑھے اس لئے انسانی زندگی کے اعلےٰ مقاصد کی خواہش ان کے دل میں پیدا ہی نہیں ہو سکتی۔ اور نہ قومی ہمدردی اور ابنائے جنس کی امداد کا انہیں احساس ہوتا ہے۔ میرے خیال ناقص میں مضاربت پر روپیہ لگانا بیحد مفید ہے۔ اور اس سے پانچ چھ روپیہ فی صدی ماہوار سے کم منافع کسی صورت میں نہیں ہوتا۔ اس مضمون کے آخر میں مضاربت کے اصطلاحی معنے بتلانے بھی ضروری ہیں۔ مضاربت کیا ہے؟ ایک شخص کا سرمایہ ہو اور دوسرا کام کرنیوالا ہو۔ اور دونوں منافع میں شریک ہوں۔ (نور الدین تاجر چرم گوجرانوالہ)

KHILAFAT LIBRARY

اُدھار کا لین دین

تہذیب و تمدن کی ابتدائی حالت میں تجارت صرف تبادلہ اشیاء سے شروع ہوتی ہے۔ جب ضروریات زندگی بڑھتی ہیں تو سکہ رائج ہوتا ہے۔ رفتہ رفتہ جب تاجرانہ تعلقات ایک شہر کے دوسرے شہر سے اور ایک ملک کے دوسرے ملک سے پیدا ہوتے ہیں۔ تو تبادلہ اشیاء کے واسطے صرف سکہ کفایت نہیں کرتا۔ بلکہ اس مطلب کیواسطے بل چک ہنڈی وغیرہ کا اختراع کرنا پڑتا ہے۔ جب اس قسم کی سہولتیں پیدا ہوتی ہیں تو اُدھار کا لین دین جاری ہو جاتا ہے۔ اور قوانین تجارت کے وضع کرنیکی ضرورت لاحق ہوتی ہے۔ غیر متمدن قوموں میں قوانین تجارت سے بہت کم لوگ متاثر ہوتے ہیں۔ اس واسطے انکے ہاں قوانین تجارت بہت مختصر یا بالکل مفقود ہوتے ہیں لیکن متمدن قوموں میں کوئی فرد بشر ایسا نہیں ہوتا جس پر کسی نہ کسی طرح قوانین تجارت کا اثر نہ پڑتا ہو۔ اس واسطے متمدن قوموں کے قوانین تجارت نہایت مفصل و مکمل اور تحقیق و تدقیق پر مبنی ہوتے ہیں۔

قرآن مجید میں جسطرح اپنے پیرووں کو تہذیب و تمدن کے اعلےٰ مرتبہ پر پہنچانا چاہتا ہے۔ اسی طرح وہ چاہتا ہے کہ تاجرانہ حیثیت سے بھی وہ ترقی کا معراج حاصل کریں۔ چنانچہ حج کے موقعہ پر بھی تجارت کی ممانعت نہیں کرتا۔ جیسا کہ فرماتا ہے لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلاً من ربکم ورحمۃ۔ اسی بنا پر پنجابی میں ایک مثل مشہور ہے۔ "نالے حج نالے ونج" یعنی حج بھی بنج بھی۔ قرآن مجید صرف روحانی کتاب ہی نہیں ہے۔ بلکہ وہ مسلمانوں کا ملکی اور تمدنی قانون بھی ہے۔ اس میں جو قوانین تجارت بیان فرمائے گئے ہیں۔ ان میں نہایت نکتہ سنجی ملحوظ رکھی گئی ہے۔ اس وقت ہم اودھار کے لین دین کی نسبت لکھنا چاہتے ہیں۔ کہ قرآنی تعلیم کیا ہے۔

قرآن شریف فرماتا ہے یایہا الذین آمنوا اذا تداینتم بدین الیٰ اجل مسمّی فاکتبوہ ولیکتب بینکم کاتب بالعدل ولا یاب کاتب ان یکتب کما علمہ اللہ فلیکتب ولیملل الذی علیہ الحق ولیتق اللہ ربہ ولا یبخس منہ شیئا فان کان الذی علیہ الحق سفیہا او ضعیفا او لا یستطیع ان یمل ھو فلیملل ولیہ بالعدل واستشہدوا شہیدین من رجالکم فان لم یکونا رجلین فرجل وامرأتان ممن ترضون من الشہداء ان تضل احدہما فتذکر احدہما الاخریٰ ولا یاب الشہداء اذا ما دعوا ولا تسئموا ان تکتبوہ صغیرا او کبیرا الی اجلہ ذالک اقسط عند اللہ واقوم للشہادۃ وادنیٰ الا ترتابوا الا ان تکون تجارۃ حاضرۃ تدیرونہا بینکم فلیس علیکم جناح الا تکتبوہا واشہدوا اذا تبایعتم ولا یضار کاتب ولا شہید وان تفعلوا فانہ فسوق بکم واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ واللہ بکل شیء علیم وان کنتم علیٰ

سفر ولم تجدوا کاتباً فرھان مقبوضۃ فان امن بعضکم بعضاً فلیؤد الذی اوتمن امانتہ ولیتق اللہ ربہ ولا تکتموا الشھادۃ ومن یکتمھا فانہ اثم قلبہ واللہ بما تعملون علیم

ترجمہ:۔ یعنے اے مسلمانوں جب تم ایک میعاد مقررّ تک اُدھار کا لین دین کرو۔ تو اس کو لکھ لیا کرو۔ اور تمہارے درمیان میں کوئی لکھنے والا انصاف کے ساتھ لکھدے۔ اور لکھنے والے کو چاہیئے کہ لکھنے سے انکار نہ کرے۔ کیونکہ اس کو خدا نے سکھایا ہے پس اس کو چاہیئے کہ لکھدے۔ اور جس کے ذمّہ قرض عاید ہوگا وہی دستاویز کا مطلب بولتا جاوے۔ اور اللہ سے کہ وہی اسکا کارساز حقیقی ہے ڈرے۔ اور بتاتے وقت قرض دہندہ کے حق میں سے کسی طرح کی کانٹ چھانٹ نہ کرے جس کے ذمّہ قرض عاید ہوگا۔ اگر وہ کم عقل ہو یا معذور یا خود ادائے مطلب نہ کر سکتا ہو۔ تو جو اسکا مختار کار ہو وہ انصاف کیساتھ دستاویز کا مطلب بولتا جاوے۔ اور اپنے لوگوں میں جن لوگوں پر تمہارا اطمینان ہو دو مردوں کو گواہ کر لیا کرو۔ پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں کہ ان میں سے کوئی ایک بھول جائے گی تو ایکدوسری کو یاد دلادیگی۔ اور جب گواہ ادائے شہادت کیلئے بلائے جائیں تو حاضر ہونیسے انکار نہ کریں۔ اور معاملہ میعادی چھوٹا ہو یا بڑا اسکی دستاویز کے لکھنے میں کاہلی نہ کرو خدا کے نزدیک یہ بہت ہی منصفانہ کارروائی ہے۔ اور گواہی کے لئے بھی یہی طریقہ بہت ٹھیک ہے اور زیادہ تر قرین قیاس ہے کہ تم آیندہ کسی طرح کا شک وشبہ نہ کرو۔ مگر سودا دم نقد ہو جس کو تم ہاتھوں ہاتھ آپسمیں لیا دیا کرتے ہو تو اسکی دستاویز کے لکھنے میں تم پر کچھ گناہ نہیں۔ اور ہاں جب اس طرح کی خرید وفروخت کرو تو احتیاطاً گواہ کر لیا کرو اور کاتب دستاویز کو کسی طرح کا نقصان نہ پہنچایا جائے اور نہ گواہ کو اور اگر ایسا کروگے تو یہ تمہاری شرارت ہے۔ اور اللہ سے ڈرو اور اللہ تم کو معاملہ کی صفائی سکھاتا ہے۔ اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ اگر سفر میں ہو اور تم کو کوئی لکھنے والا نہ ملے تو رہن یا قبضہ رکھکر قرض لو۔ پس اگر تم سے ایک کا ایک اعتبار کرے۔ اور بے رہن رکھے قرض دے تو جسپر اعتبار کیا گیا ہے۔ یعنے قرض لینے والے کو چاہیئے کہ قرض دینے والے کی امانت کو پورا پورا ادا کرے۔ اور خدا سے جو اس کا کارساز حقیقی ہے ڈرے اور گواہی کو نہ چھپاؤ۔ اور جو اُس کو چھپائیگا۔ تو وہ دل کا کھوٹا ہے۔ اور جو کچھ بھی تم لوگ کرتے ہو اللہ کو سب معلوم ہے" (دیکھو سورۃ البقرہ رکوع ۳۹)

آیات مندرجہ بالا میں ادھار کے لین دین کے متعلق احکام ذیل کی پابندی لازمی قرار دی گئی ہے:۔

(۱) جب اُدھار کا لین دین میعاد مقررّ تک کیا جاوے تو ضبط تحریر میں لایا جاوے"

(۲) کاتب انصاف کیساتھ دستاویز لکھدے اور لکھنے سے انکار نہ کرے"

(۳) جسکے ذمّہ قرض عاید ہوگا وہی دستاویز کا مطلب بولتا جائیگا اور اس میں کمی بیشی نہ کرے"

(۴) اگر قرض لینے والا فاترالعقل نابالغ یا اور کسی وجہ سے معذور ہو اور ادائے مطلب پر قادر نہ ہو تو اسکا گارڈین دستاویز کا مطلب بولتا جاوے"

(۵) دستاویز پر کم سے کم دو شخصوں کی گواہیاں ثبت کرائی جاویں"

(۶) جب گواہ ادائے شہادت کیلئے بلائے جائیں تو حاضری سے انکار نہ کریں"

(۷) کاتب دستاویز کا کسی طرح کا حرج نہونے پائے"

(۸) گواہ کو کسی طرح کا نقصان نہ پہنچایا جاوے"

(۹) جب کوئی شخص کسی کے پاس امانت رکھے تو اس میں خیانت نہ کیجائے"

KHILAFAT LIBRARY

(۱۰) گواہی نہ چھپائی جائے"

وَتِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

ان احکام پر غور کرنیسے معلوم ہوتا ہے۔ کہ خداوند تعالےٰ کو کہاں تک ہمارے باہمی فساد کی روک تھام منظور ہے کاش مسلمان خدا کی مرضی کو سمجھیں اور اس کی کتاب پر کاربند ہوں۔ کہ خدا کی خوشنودی اور ہمارا فایدہ اسی میں ہے انگریزی قانون پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس میں بھی اُدھار کے لین دین کے متعلق انہی امور کی پابندی لازمی ہے جو اوپر بیان ہوئے۔ چنانچہ اس بارہ میں جن ضابطوں کی انگریزی عدالتیں پابند ہیں ہم ذیل میں درج کرتے ہیں:۔ (۱) بغیر تحریری دستاویز کے اُدھار کا لین دین قابل اعتبار نہیں سمجھا جاتا۔ ۲۔ دستاویز کی تحریر کے واسطے عرائض نویس مقرر ہیں۔ جنکی وجہ معاش ہی یہی پیشہ ہے۔ اس واسطے وہ لکھنے سے انکار نہیں کرسکتے ۳۔ قرض لینے والا دستاویز کا مطلب بولتا ہے ۴۔ اگر قرض لینے والا فاترالعقل یا نابالغ ہے یا اور کسی وجہ سے معذور ہے۔ تو اسکا گارڈین دستاویز لکھوانیکا مجاز ہے۔ ۵ دستاویز پر کم سے کم دو شخصوں کی گواہیاں ثبت کرائی جاتی ہیں ۶ جو گواہ طلبی پر ادائے شہادت کیلئے حاضر نہ ہو۔ اس کے نام وارنٹ جاری ہوتا ہے۔ ۷۔ عرائض نویسوں کو تحریر دستاویز کا معاوضہ دیا جاتا ہے ۸۔ گواہوں کو حاضری عدالت پر خرچہ دلایا جاتا ہے۔ ۹ امانت میں خیانت کرنیکی پاداش میں سخت سزا دی جاتی ہے ۱۰ دیدہ ودانستہ گواہی چھپانے کی علت میں قانونی سلوک ہوتا ہے"۔

غور کرو قوانین انگریزی جو لیجس لیٹو کونسلوں کے بڑے لائق۔ معاملہ فہم۔ تجربہ کار۔ اور روشن خیال ممبروں کے دل ودماغ سے برسوں کی محنت کے بعد نکلے وہ وہی ہیں جو اسلام نے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے نافذ فرمائے تھے۔

(نورالدین تاجر چرم گوجرالہ)

قابل توجہ جناب انسپکٹر جنرل صاحب بہادر پولیس پٹیالہ

یہ مضمون ایک نامہ نگار نے ہمارے پاس بغرض اندراج بھیجا ہے۔ جو ریاست پٹیالہ کے ایک نومسلم کے بارہ میں ہے ہماری غرض اس کے شایع کرنے سے صرف یہ ہے۔ کہ یہ امر ریاست کے بیدار مغز حکام کے نوٹس میں لایا جاوے اور وہ اس امر کی پوری تفتیش فرماویں۔ اور اگر واقعات درست ثابت ہوں۔ تو انصاف سے کام لیکر عبداللہ نومسلم اور سب انسپکٹر صاحب کو مذہبی تعصبات کا شکار ہونیسے بچالیں۔ کیونکہ ایسی حالت میں یہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ اصلی حالات مذہبی جوش اور تعصب میں دب جاتے ہیں۔ سو ہمیں امید ہے کہ ریاست پٹیالہ کے دیگر بیدار مغز حکام عموماً۔ اور جناب انسپکٹر جنرل صاحب بہادر پولیس خصوصاً

اس امر کی طرف توجہ مبذول فرما کر "دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی" کر دیں گے- اور کسی جماعت کو کسی قسم کی شکایت کا موقعہ نہ دیں گے - (ایڈیٹر)

حالات شیخ عبد اللہ صاحب نو مسلم حسب ذیل ہیں

عرصہ تقریباً چار یا پانچ ماہ کا ہوا- ایک شخص مسمی رام دتہ قوم جٹ سکھ ساکن قصبہ بدہوڑ ضلع برنالہ ریاست پٹیالہ اسلام کی خوبیوں سے آگاہ ہو کر برضا و رغبت خود بلا کسی قسم کی تحریک کے مقام لدھیانہ پہونچکر مشرف باسلام ہوا تھا- اسلامی نام اسکا عبد اللہ نو مسلم رکھا گیا - یہ عبد اللہ صاحب نو مسلم رئیساں بدہوڑ کے ہم گوت سدہو ہیں اور قصبہ بدہوڑ ایک رئیسوں کا قصبہ اور آبادی بھی زیادہ تر اقوام سکھ اور اہل ہنود کی ہے- چند گھر مسلمانوں کے ہیں پہلے رئیسوں کے پاس اختیارات فوجداری بھی تھے- مگر رفتہ رفتہ وہ اختیارات بعض وجوہات کے سبب انکے ہاتھ سے جاتے رہے- عبد اللہ صاحب نو مسلم مشرف باسلام ہو کر جب لدھیانہ سے اپنے گھر بدہوڑ آئے- تو انہوں نے اپنے گھر پہونچکر اپنی زوجہ اور والدہ کو اپنے مشرف باسلام ہونیکی خوشخبری سُنائی اپنی زوجہ کو کہا کہ اب تم اپنے پدرگیاں میں چلی جاؤ- حسب منشاء اپنی والدین کے بلواہ کرا لینا- اور بلکہ خود اس کو ایک فاصلہ تک روانہ کرنیکے لئے گیا- مگر اس کی زوجہ نے کہا کہ میں اپنے پدرکیاں میں نہیں جاتی- جو تمہارا مذہب اسلام ہے وہی میرا ہے- مجکو گھر سے نہ نکال- اس پر چند مسلمانوں کے کہنے سے مسمی عبد اللہ صاحب نے اپنی زوجہ کو اپنے گھر رکھ لیا- اور زوجہ عبد اللہ بھی اسلام میں داخل ہو گئی- بعض رؤساء بدہوڑ نے جب دیکھا کہ اور بھی سکھ لوگ باوجود مخالفت کے عبد اللہ سے ملتے جلتے ہیں اور اسلامی نماز روزہ سے واقف ہو رہے ہیں- اور یہ روشن کیا جا رہا ہے - کہ ان کے گورو باوا نانک صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نماز روزہ کی کیسی تائید فرمائی ہے اور ممکن ہے کہ اور سکھ بھی مشرف بہ اسلام ہوں گے ایس پر سرداران بدہوڑ نے یہ تجویز کی کہ زوجہ عبد اللہ کے ورثاء سے یہ دنگہ فساد کرایا جاوے- کہ عبد اللہ نے اپنی زوجہ کو جبراً اپنے پاس حبس (قید) میں رکھا ہوا ہے- اور جبراً مسلمان بنایا جا رہا ہے - لہذا حسب تجویز رؤساء دیہ ورثاء زوجہ عبد اللہ- مکان عبد اللہ پر لاٹھی سوٹہ سے مسلح ہو کر معہ دیگر سکھوں کے پہونچے اور زوجہ عبد اللہ کو جبراً لیجانے لگے- اس جبراً لیجانے کی اور مسلح ہو کر آنیکی- اور بلوہ ہو جانیکی اطلاع پولیس مقامی تھانہ بدہوڑہ کو پہونچی کہ بلوہ ہو رہا ہے - کوئی سنگین واقعہ نہ ہو جاوے - انتظام فرمایا جاوے-

احمد حسن خانصاحب سب انسپکٹر بدہوڑ نے انسداد بلوہ کیلئے حسب دفعہ ۱۲۷- ضابطہ فوجداری بعد اندراج روزنامچہ سپورن سنگھ ہیڈ کنسٹبل کو مامور کیا اور ہدایت کی- کہ جملہ اسامیاں کو معہ زوجہ عبد اللہ نو مسلم ہمراہ لاوے- ہیڈ کنسٹبل مذکور موقعہ پر پہونچا- بہت سی لوگ ہیڈ کنسٹبل کو دیکھکر منتشر ہو گئے- اور قبل پہونچنے ہیڈ کنسٹبل کے ایک صاحب نے یہ بھی کہا کہ میں عبد اللہ کو بندوق سے ماروں گا- اگر عبد اللہ اسی وقت ان کے روبرو چلا آتا- یا وہ اُسے جاتے کو دیکھ لیتے بیان کیا گیا ہے کہ ضرور نشانہ بندوق کیا جاتا- اور یہ بھی اشتعال بعض صاحبان کیجانب سے ہوتا رہا- کہ مارو! مارو!! خون دیکھ لیا جاویگا- سپورن سنگھ ہیڈ کنسٹبل نے موقعہ پر پہونچکر موجودگان ورثاء مسمات اور مسمات معہ عبد اللہ خاوندش تھانہ میں پیش کیا- سب انسپکٹر صاحب نے روبروئے ورثائش و نمبرداران جو وہ بھی سکھ ہی تھے- اور تعداد میں پانچ بیان کئے جاتے ہیں- عبد اللہ کو کہا- کہ تم اپنی عورت کو کیوں روانہ نہیں کر دیتے عبد اللہ نے کہا کہ میں نے اس کو نہیں روکا- دریافت کر لیا جاوے- دریافت کرنے پر زوجہ عبد اللہ نے روبروئے مندرجگان کہا کہ میں مسلمان ہو چکی ہوں- میرے خاوند کا کوئی میرے پر جبر نہیں- میں خود اپنے پدرکیاں میں نہیں جاتی- کیونکہ وہ سکھ ہیں- میں مسلمان ہو چکی ہوں- لہذا واپسی سپورن سنگھ ہیڈ کنسٹبل درج ہو کر بیان زوجہ عبد اللہ بھی درج روزنامچہ کیا گیا- اور پانچ نمبرداران سکھ قوم کے جو موجود تھے- اس رپٹ پر انکے دستخط ثبت کرائے گئے- تحریر کنندہ اس رپٹ کا کوئی مسلمان نہیں بتلایا جاتا- بلکہ خود سپورن سنگھ ہیڈ کنسٹبل تحریر کنندہ ہے - ہم افسوس کرتے ہیں- کہ جب بلوہ ہو چکا تھا- سب انسپکٹر صاحب نے کیوں مقدمہ بلوہ قائم نہ کیا- اور حالات رؤساء دیہ کا اندراج کیوں نہ کیا- شاید انہوں نے یہ مصلحت خیال کی ہو گی- کہ ہمارے افسر سکھ اور ریاست سکھوں کی ہے مجھے جانبدار اسلامان مشہور کیا جاویگا-

KHILAFAT LIBRARY

اس واقعہ کے بعد یہ مشورہ قایم کیا گیا- کہ ورثاء مسماۃ کیطرف سے استغاثہ دلایا جا کر تفتیش معرفت سردار اندر سنگھ صاحب انسپکٹر حلقہ کرائی جاوے لہذا خود ہی پولیس میں استغاثہ پیش کر کے سردار اسسٹنٹ صاحب سپرنٹنڈنٹ سے یہ حکم تحریر کرایا- کہ سردار اندر سنگھ صاحب انسپکٹر حلقہ تفتیش کریں- انسپکٹر سردار اندر سنگھ صاحب موقعہ پر پہونچے- اور بجائے اس کے کہ مکان پولیس میں قیام فرما کر تفتیش کرتے- اور سب انسپکٹر صاحب کو شامل تفتیش کرتے- اس مکان میں اترے جو پہلے سے سکھوں نے تجویز کر رکھا تھا- ۲۰-۳۰ سکھوں کی شہادتیں درج کر لیں- اور عبد اللہ اور اسکی زوجہ کو بھی طلب کیا- زوجہ عبد اللہ نے روبروئے انسپکٹر صاحب بھی اپنا مسلمان ہونا بیان کیا- مگر یہ بیان انسپکٹر صاحب نے درج نہیں کیا- اس کو اول اس کے ورثاء کے جبراً سپرد کر دیا گیا- اور عبد اللہ کو زیر حراست کر لیا گیا- تیسرے روز زوجہ عبد اللہ کا بیان یہ تحریر کیا گیا- کہ مجھے مسلمان خوف دیکر کے بنایا جاتا تھا- اور محبوس رکھا ہوا تھا-

انسپکٹر صاحب نے عبد اللہ نو مسلم کو معہ پانچ سات ادنیٰ غریب مسلمانوں کے جنہوں نے عبد اللہ کو جب وہ مشرف باسلام ہو کر آیا ہے روٹی کھلائی تھی زیر حراست کر کے پانچ پانچ سو روپیہ کی ضمانتوں پر آزاد کر دیا- اور زوجہ سے عبد اللہ کو پہلے ہی جدا کر دیا گیا تھا- اور بیان سپورن سنگھ ہیڈ کنسٹبل اور ان پانچ

نمبرداروں کا درج نہیں کیا۔ جن کے روبرو مسماۃ نے اپنا مسلمان ہونا اور بدرکیاں کے حوالہ نہ ہونا تحریر کرایا تھا۔ اور نہ سب انسپکٹر صاحب سے اس معاملہ میں کچھ دریافت کیا گیا۔ بلکہ انسپکٹر صاحب نے یہ تحریر کیا۔ کہ سب انسپکٹر نے عبداللہ کو مسلمان ہونے کی خوشی میں عوض دی تھی۔ حالانکہ نہیں دی تھی۔ اور انکی سب انسپکٹر کو یہاں سے تبدیل کیا جاوے۔ تاکہ ہم انکی بیجا کارروائیوں کا مادہ فراہم کریں۔ اور ایک درخواست شکایتی رؤساء دیہ سے پیش کرادی۔ ان وجوہات پر احمد حسن خانصاحب سب انسپکٹر تھانہ سرود لگڈہ میں معہ ایک کنسٹبل مسلمان کے تبدیل کئے جاکر ایک سکھ سب انسپکٹر صاحب تھانہ بدھوڑ میں لگائے گئے ہیں۔ اب یہ مقدمہ زیر دفعات ہیں۔ اور نہیں معلوم۔ کن کن الزام میں مکمل کیا جاکر سپرد عدالت ہونیوالا ہے۔ اور مقدمہ ایک سکھ مجسٹریٹ حلقہ کے پیش کیا جاویگا۔ ایسے مقدمات میں جانبداری فطرتاً ہر انسان کو کرنی پڑتی ہے۔ افسوس کہ انسپکٹر صاحب نے کسقدر جانبداری سے کام لیا ہے۔ اور ان نمبرداروں سے دریافت تک نہیں کیا۔ جنکے روبروئے مسماۃ مسلمان ہونا تحریر کراکر انکی مواہیر شہادت میں ثبت کرا چکے ہیں۔ اور نہ ہیڈ کنسٹبل نے کوئی رپورٹ چار ماہ کے عرصہ میں اس مضمون کی پیش کی کہ یہ رپٹ اس نے غلط تحریر کی تھی۔ اگر یہ رپٹ انسپکٹر صاحب درست باور کر رہے ہیں۔ تو یہ مقدمہ ہرگز ہرگز تکمیل کو نہیں پہنچتا اور جائے غور یہ ہے کہ اس پر بھی انسپکٹر صاحب نے توجہ نہیں کی۔ کہ کیا عبداللہ کسی لالچ پر مسلمان ہوا ہے ایسے مقدمات میں تفتیش سکھ۔ مسلمان۔ ہندو عیسائی کی شمولیت سے ہونی چاہیئے۔ اب ہم ریاست پٹیالہ کے وزیر صاحبان اور سردار بلونت سنگھ صاحب انسپکٹر جنرل پولیس سے امید کرتے ہیں۔ کہ وہ اس مقدمہ کے متعلق خاص توجہ فرماویں گے۔

(راقم ایک نامہ نگار)

نور سے عملی محبت کا ثبوت!

نور کے ناظرین ہمارے معزز کرم فرما جناب چوہدری غلام احمد خاں صاحب بی۔ اے انسپکٹر ڈاکخانجات کے نام نامی سے واقف نہیں ہوں گے۔ آپ کو نور کے ساتھ خاص محبت اور پریم ہے۔ اس سے پہلے آپ ایک درجن سے زیادہ نور کے خریدار پیدا کر چکے ہیں۔ اور اب آپ نے اور چار خریدار دیئے ہیں۔ جنمیں میں تین خریداروں کی تو نقد قیمت آپ نے دفتر نور میں بھیج دی ہے اور ایک کے واسطے وی پی کے لئے ارشاد فرمایا ہے۔ ہماری دل وجان سے یہ دعا ہے کہ اللہ تعالے ہمارے مہربان کو جزائے خیر دے۔ اگر نور کے ۸۰۰ خریداروں میں پچیس خریدار بھی جناب چوہدری صاحب جیسی محبت اور پریم والے نکل آویں تو نور کی توسیع اشاعت کا سوال ایک ہفتہ میں ہی طے ہو سکتا ہے۔ کیا نور امید رکھے؟

دعا کیلئے درخواست

ہمارے برادر شیخ محمد صدیق صاحب میرٹھ کا لڑکا فوت ہو گیا ہے۔ نور کے ناظرین جنازہ غائب پڑھ دیں۔ اور دعا فرماویں کہ اللہ تعالے مرحوم کے والدین کو صبر جمیل عطا فرماوے۔ اور مرحوم کو اعلے علیین میں جگہ دے۔ آمین

KHILAFAT LIBRARY

مس گوہر جان اور مسافر آگرہ کا ایمان

ایڈیٹر اندر لکھتا ہے کہ ۹ دسمبر ۱۹۱۰ء کے مسافر آگرہ میں ایک اشتہار بطور ضمیمہ کے شایع ہوا ہے۔ ضمیمہ کا مضمون جو اندر نے بعض سطور کو عمداً چھوڑ کر درج کیا ہے۔ وہ یہ ہے:۔

نمائیش ممالک متحدہ الہ آباد تھیٹر مس گوہر جان کے جو کہ .... امیر و غریب کے لئے قیمت ٹکٹ بکس لعہ۔ سہ۔ صلعہ۔ ریسٹ عہ۔ صہ سے۔ عا۔ عہ۔ ضمیمہ مسافر آگرہ ۹ دسمبر ۱۹۱۰ء۔

اگر اندر نے اپریل فول کی پناہ لی ہے تو مہاشہ اندر جانیں۔ یہ ان کے دلی دوست مسافر آگرہ۔ اور اگر واقعی مسافر آگرہ میں ایسا ضمیمہ شایع ہوا ہے تو لاریب یہ مذہبی اخبار کیلئے نہایت ہی سخت شرمناک حرکت کا ارتکاب ہے۔ مذہبی اخبارات جنکا یہ فرض اولی ہونا چاہیئے تھا۔ کہ وہ ایسی سوشل برائیوں کو بیخ وبن سے اکھاڑنے کیلئے اپنا تن من تک قربان کر دیتے۔ مگر آج کیا دیکھا جاتا ہے کہ چند پیسوں کیخاطر وہ ان قبیح سوشل برائیوں کے پرچارک بنتے ہیں۔ ہائے افسوس۔ چوں کفر........ مگر بقول مہاشہ دھرمپال کے جو آدمی اپنی چندروزہ شہرت اور عزت کیلئے سخت سے سخت جعلسازی سے اجتناب نہیں کرتا۔ تو پھر اس کی ضمیر بھلا اس ضمیمہ کے لئے اسے کیا ملامت کر سکتی ہے۔ **او مسافر** کیا اس حالتمیں بھی تو اسلام جیسے اطہر دین پر نکتہ چینی کر سکتا ہے ہائے افسوس کہ ہندوستان میں پبلک رائے بہت کمزور ہے۔ ورنہ مسافر آگرہ کو ہرگز ہرگز یہ جرات نہ پڑتی کہ وہ ایک مذہبی اخبار کا دم بھر کر ایسے ضمیمہ کا پرچارک بنتا۔ اور پھر ایسی حالتمیں وہ دوسرے کے پاک مذہب پر انگشت نمائی کرتا۔ آہ۔ پھر سب سے بڑھ کر غضب کی بات یہ ہے کہ یہ ضمیمہ کسی اخبار نویس کو نہیں بھیجا گیا جس سے اس نے ضمیمہ شایع کرانے والوں کو سخت دھوکا دیا ہے۔ آریہ سماج جو بظاہر سوشل برائیوں کے دور کرنے کا اپنے زعم میں کل مذہبی سوسائٹیوں سے زیادہ دم بھرتی ہے کیا آریہ سماج کے لیڈنگ ممبر مسافر آگرہ کے اس فعل پر افسوس ظاہر کریں گے۔ کیا مہاشہ پرکاش جو ہمیشہ اپنے اخبار میں سوشل برائی کی ہاہا رنی رٹتا رہتا ہے۔ وہ مسافر آگرہ کے اس فعل پر نفرت ظاہر کریگا۔ کیا مہاشہ آریہ گزٹ جو "منش ماتر

کی گلیاں گردان کا صیغہ رٹتا رہتا ہے - وہ مسافر آگرہ کے اس فعل پر نوٹس لیگا - کیا ہم آریہ اخبارات سے یہ توقع رکھیں؟

KHILAFAT LIBRARY

صرف نور کے لئے

ضرورت اسلام
از
مُسلّمات آریہ سماج

نمبر ۸

(سلسلہ کیلئے ملاحظہ ہو نور نمبر ۱۰ - جلد ۲)

قرآن کریم میں صاف طور پر کہا گیا ہے کہ ما کنت بدعا من الرّسل - یعنی میں کوئی نیا اور انوکھا رسول ہو کر نہیں آیا ہوں - جب ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا دعوے ہے کہ میں کوئی نیا اور انوکھا رسول نہیں ہوں - تو آپ کی تعلیم کا پتہ ضرور دوسرے دینوں کی مقدس کتابوں میں سے چننا چاہیئے - اور جو شخص یہ کہے یا خیال رکھے کہ اگر اسلام کی تعلیم کو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے پہلے مذہبوں کی کتابوں سے دکھایا جاوے - تو اسلام کی تمام عمارت مسمار ہو جاتی ہے وہ ہماری مقدس کتاب کی تعلیم سے سراسر ناواقف ہے اور اپنی جہالت کا ثبوت دیتا ہے - قرآن مجید آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت فرماتا ہے - رسولٌ من اللہ یتلوا صحفًا مطھرۃ فیھا کتبٌ قیّمۃٌ (بیّنہ) خدا کی طرف سے رسول جو کہ (قرآن مجید کے) پاک صحیفے پڑھتا ہے - جنمیں تمام درست کتابیں شامل ہیں - پھر فرماتا ہے یرید اللہ لیبین لکم ویھدیکم سنن الذین من قبلکم (النساء) یعنے خدا تعالےٰ چاہتا ہے کہ تمکو کھولکر بتادے اور ان کے راستہ پر چلاوے جو تم سے پہلے گذر چکے - یہ دعوے ہیں جو قرآن کریم دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے - اور اگر ایڈیٹر پرکاش یا دوسرے دیانندی قرآن کریم کی تعلیم کو پہلے مذاہب کے عقاید میں سے نکالکر دکھاتے ہیں - تو بجائے اسلام کو نقصان پہنچانے کے جیسا کہ اُن کا خام خیال ہے - وہ ہمارے دین کی تائید کرتے ہیں - اور قرآن کی تعلیم کی صداقت پر خود ہی ایک گواہی پیش کرتے ہیں - خدا تعالےٰ نے قرآن مجید کو پہلے اس آیت سے شروع کیا ہے - جو سورۃ فاتحہ میں ہے کہ "الحمد للہ رب العالمین"۔ یعنی تمام کامل اور پاک صفات خدا سے خاص ہیں جو تمام عالموں کا رب ہے - عالم کے لفظ میں تمام مختلف قومیں اور مختلف زمانے اور مختلف ملک داخل ہیں - اور اس آیت سے جو قرآن شریف شروع کیا گیا یہ درحقیقت ان قوموں کا ردّ ہے جو خدا تعالیٰ کی عام ربوبیّت اور فیض کو اپنی ہی قوم تک محدود رکھتے ہیں - اور دوسری قوموں کو ایسا خیال کرتے ہیں کہ گویا وہ خدا تعالےٰ کے بندے ہی نہیں - اور گویا خدا تعالےٰ نے ان کو پیدا ہی کر کے ردّی کیطرح پھینکدیا ہے اور ان کو بھول گیا ہے - اور یا نعوذ باللہ اس کے پیدا کردہ ہی نہیں - جیسا کہ مثلاً یہودیوں اور عیسائیوں کا ابتک یہی خیال ہے کہ جسقدر خدا کے نبی اور رسول آئے ہیں - وہ صرف یہود کے خاندان سے آئے ہیں - اور خدا دوسری قوموں سے کچھ ایسا ناراض رہا ہے - کہ ان کو گمراہی اور غفلت میں دیکھکر پھر بھی انکی کچھ پرواہ نہیں کی جیسا کہ انجیل میں بھی لکھا ہے - کہ حضرت مسیح فرماتے ہیں کہ میں صرف اسرائیل کی بھیڑوں کیلئے آیا ہوں اس جگہ ہم ایک فرض محال کے طور پر کہتے ہیں - کہ خدائی کا دعوےٰ کر کے پھر ایسا تنگخیالی کا کلمہ بڑے تعجب کی بات ہے - کیا مسیح صرف اسرائیلیوں کا خدا تھا - اور دوسری قوموں کا خدا نہ تھا - جو ایسا کلمہ اس کے منہ سے نکلا - کہ مجھے دوسری قوموں کی اصلاح اور ہدایت سے کچھ غرض نہیں! -

غرض یہودیوں اور عیسائیوں کا یہی مذہب ہے کہ تمام نبی اور رسول انہیں کے خاندان سے آتے رہے ہیں - اور انہیں کے خاندان میں خدا کی کتابیں اترتی رہی ہیں - اور پھر بموجب عقیدہ عیسائیوں کے وہ سلسلہ الہام اور وحی کا حضرت عیسیٰ پر ختم ہو گیا - اور خدا کے الہام پر مہر لگ گئی - انہیں خیالات فاسدہ کے پابند دیانندی بھی ہیں - جنکا اعتقاد ہے کہ خدا کی وحی اور الہام کا سلسلہ آریہ ورت کی چاردیواری سے کبھی باہر نہیں گیا - ہمیشہ اسی ملک سے چار رشی منتخب کئے جاتے ہیں - اور ہمیشہ وید ہی بار بار نازل ہوتا ہے - اور ہمیشہ ویدک سنسکرت ہی اس الہام کے لئے خاص کی گئی ہے غرض یہودی عیسائی اور دیانندی صاحبان خدا تعالیٰ کو رب العالمین نہیں سمجھتے - ورنہ کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ جبحالت میں خدا رب العالمین کہلاتا ہے نہ صرف ربّ اسرائیلیاں یا صرف ربّ آریاں - تو وہ ایک خاص قوم سے کیوں ایسا دایمی تعلق پیدا کرتا ہے جسمیں صریح طور پر طرفداری اور یکطرفہ بات پائی جاتی ہے - پس ان عقاید کے ردّ کیلئے خدا تعالےٰ نے قرآن شریف کو اسی آیت سے شروع کیا - کہ:- الحمد للہ رب العلمین - اور جا بجا اس نے قرآن شریف میں صاف صاف بتلا دیا ہے کہ یہ بات صحیح نہیں ہے - کہ کسی خاص قوم یا خاص ملک میں خدا کے نبی آتے رہتے ہیں - بلکہ خدا نے کسی قوم اور کسی ملک کو فراموش نہیں کیا - اور قرآن شریف میں طرح طرح کی مثالوں میں بتلایا گیا ہے - جیسا کہ خدا ہر ایک ملک کے باشندوں کے لئے ان کے مناسب حال انکی جسمانی تربیت کرتا آیا ہے - ایسا ہی اس نے ہر ایک ملک اور ہر ایک قوم کو روحانی تربیّت سے بھی فیضیاب کیا ہے -

سو یہ بات بغیر کسی بحث کے قبول کرنیکے لایق ہے کہ وہ سچا اور کامل خدا جپر ایمان لانا ہر ایک بندہ کا فرض ہے - وہ رب العالمین ہے اور اُسکی ربوبیّت کسی خاص قوم تک محدود نہیں اور نہ کسی خاص زمانہ تک اور نہ کسی خاص ملک تک بلکہ وہ سب قوموں کا ربّ ہے اور تمام زمانوں کا ربّ ہے اور تمام مکانوں کا ربّ ہے - اور تمام ملکوں کا وہی رب ہے - اور

اور تمام فیضوں کا وہی سرچشمہ ہے - اور ہر ایک جسمانی اور روحانی طاقت اس سے ہے - اور اس سے تمام موجودات پرورش پاتی رہیں - اور ہر ایک وجود کا وہی سہارا ہے -

خدا کا فیض عام ہے جو تمام قوموں اور تمام ملکوں اور تمام زمانوں پر محیط ہو رہا ہے - یہ اسلئے ہوا کہ تا کسی قوم کو شکایت کرنے کا موقعہ نہ ملے اور یہ نہ کہیں کہ خدا نے فلاں فلاں قوم پر احسان کیا مگر ہم پر نہ کیا - یا فلاں قوم کو اسکی طرف سے کتاب ملی تا وہ اس سے ہدایت پاویں - مگر ہمکو نہ ملی - یا فلاں زمانہ میں وہ اپنی وحی اور الہام اور معجزات کیساتھ ظاہر ہوا - مگر ہمارے زمانہ میں مخفی رہا - پس اس نے عام فیض دکھلا کر ان تمام اعتراضات کو دفع کر دیا - اور اپنے ایسے وسیع اخلاق دکھلائے کہ کسی قوم کو اپنے جسمانی اور روحانی فیضوں سے محروم نہیں رکھا - اور نہ کسی زمانہ کو بے نصیب ٹھیرایا

KHILAFAT LIBRARY

وید کی نسبت اسلام کی تعلیم

ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں - کہ جس قدر اسلام میں تعلیم پائی جاتی ہے - وہ تعلیم ویدک تعلیم کی کسی نہ کسی شاخ میں موجود ہے مثلاً اگرچہ نو خیز مذہب دیانندی یہ اصول رکھتا ہے کہ ویدوں کے بعد الہام الہی پر مہر لگ گئی ہے - مگر جو ہندو مذہب میں وقتاً فوقتاً اوتار پیدا ہوتے رہے ہیں - جن کے تابع کروڑہا لوگ اس ملک میں پائے جاتی ہیں - انہوں نے اس مہر کو اپنے دعوے الہام سے توڑ دیا ہے - جیسا کہ ایک بزرگ اوتار جو اس ملک اور نیز بنگالہ میں بڑی بزرگی اور عظمت کیساتھ مانا جاتا ہے - جسکا نام سری کرشن ہے - وہ اپنے ملہم ہونیکا دعوے کرتے ہیں - اور ان کے پیرو نہ صرف ان کو ملہم - بلکہ پرمیشور کرکے مانتے ہیں - مگر اس میں شک نہیں کہ سری کرشن اپنے وقت کا نبی اور اوتار تھا - اور خدا اس سے ہمکلام ہوتا تھا -

ایسا ہی اس آخری زمانہ میں ہندو قوم میں سے باوا نانک صاحب ہیں - جنکی بزرگی کی شہرت اس تمام ملک پنجاب میں زبان زد عام ہے - اور جن کے پیرو اس وقت سکھ کہلاتے ہیں - باوا صاحب نے اپنی جنم ساکھیوں اور گرنتھ میں صاف صاف الہام کا دعوے کیا ہے یہانتک کہ ایک جگہ وہ اپنی جنم ساکھی میں لکھتے ہیں:-

اللہ تعالے نے حضرت محمد مصطفےٰ کو دنیا کے اودہار لیئے بھیجا اللہ تعالے نے باوا نانک جیکو کہا کہ تیس سیپارے قرآن شریف کے ہیں اور چار کوٹ ورتائے اور ایک ہی نام کی دہا کرو اور دوسرا ایہرا کوئی شریک نہیں سو یہ حکم نانک درویش کو آیا ہے کہ تو جگت میں جا کر اسدا ڈھنڈورا پھیر جو کوئی حق راستی پر کھلویگا سوئی پاک ہوویگا (بھائی بالا والی جنم ساکھی صہ ۱۳۲)

اسی الہام کی بنا پر آپنے جابجا چلّے کئے حج کے لئے گئے اور تمام عقاید اسلام کی پابندی اختیار کی - اور آپ سے کئی کرامتیں ظہور میں آئیں باوا صاحب ایک برگزیدہ انسان تھے - اور ہندو قوم کے لئے خدا کی ایک حجت تھے - جو شخص آپکے تبرکات ڈیرہ بابا نانک میں اور گرو دہر سہائے کے گاؤں میں جا کر دیکھے تو اس پر یہ بات

حکمت کی لاجواب کتابیں

درحقیقت میں اخلاق کا حوالہ حرز دیل

طریق الحکمت } اس کتاب میں مصنف نے اپنے پچاس سالہ تجربہ کا نچوڑ اور بارہا آزمودہ مجرب نسخے لکھدیئے ہیں - اگر آپ گھر بیٹھے حکیم بننا چاہتے ہیں تو اسکو ضرور پڑھئے - حجم ۳۴۸ صفحہ کلاں - قیمت فی جلد عہ مجلد عہ

آئینہ حکمت } مصنفہ جناب مرزا کمال الدین صاحب سکنہ قادیاں - اس کتاب میں مصنف ممدوح نے طب کے سربستہ رازوں کو آئینہ کی طرح ظاہر کر دیا ہے - کتاب نہایت قابل قدر ہے - عہ مجلد عہ

جوہر طب معروف بہ جوہر حکمت } اس کتاب میں علم طب کے ہر ایک شق - اصول صحت - تشریح - تشخیص مخزن - علاج - اسباب کا یونانی - ڈاکٹری اور وید ک اصول کے مطابق مکمل بیان ہونیکے علاوہ پرہیز مفرد دوا قارورہ - نبض - طبی اصطلاحات - زچہ بچہ کے متعلق احتیاط اور علاج وغیرہ درج ہیں - غرضیکہ علم طب کے ہر ایک پہلو پر وضاحت سے بحث کیگئی ہے - اس کتاب کے گھر میں موجود ہوتے کسی دوسری کتاب کی ضرورت نہیں پڑتی - قیمت رعایتی عہ

پرورش اطفال } اس کتاب میں ایک لائق ڈاکٹر نے گود کے بچوں کو تندرست رکھنے اور موٹا تازہ بنانیکی تدابیر اور انکی عام بیماریوں کی تشخیص و علاج عام فہم عبارت میں تحریر فرمایا ہے - قیمت رعایتی ۱۲ار

انتخاب الحکمت } اس کتاب میں ہر ایک مرض کے مجرب نسخہ جات ایسی ترکیب سے درج کئے گئے ہیں - کہ جنکے مطالعہ سے مریض اپنا علاج خود کر سکتا ہے - اور کسی حکیم ڈاکٹر کی فیس ادا کرنے اور خوشامد کرنے کی ضرورت نہیں - رعایتی قیمت صرف ۴ر

امرت ساگر اردو	۱۴ر
طب اکبر	عہ
انگریزی دوا سازی	۶ر
رسالہ کشتہ جات	۳ر
طب احسانی	۲ر
مجموعہ دار الشفا	۴ر
قانونچہ پنجابی	۶ر
مفید الاجسام	۲ر
قانون اغذیہ	۳ر
بیکری و کنفکشنری	عہ
عطر ساز	۳ر
گلدستہ مجربات	۶ر
مخزن المفردات	۸ر
محافظ تندرستی	ار
طاقت جسمانی	ار
اندرونی صفائی	ار
رسالہ سنجار	ار
علم الاجسام	ار

ذخیرہ صنعت و حرفت	۳ر
رسالہ صابون سازی	۳ر
رسالہ گلٹ سازی	ار
گھر کا فدنی	۲ر
ہنر مند بنانیکی کتاب	۳ر
رسالہ خضاب	۳ر
آئینہ کاریگراں ۵ حصہ	عا
دستکاران پکاش	۸ر

متفرق کتب

مجموعہ خطبہ فیروزی	۳ر
وسیلہ نجات	ار
بشارت محمدی	۴ر
ہجرت محمدی	۳ر
تبلیغ الاسلام	۳ر
سراج محمدی	۱۲ر
باغ اولیا ہند	۱۲ر
خصائل محمدی	۲ر
واعظ البیان	۳ر

توزک جہانگیری	۴ر
سیپارہ اول مترجم مولوی فیروز الدین	۴ر
عجائب نگار	عہ
گلزار سعید	۴ر
دیوان اشفاق	۳ر
تحفہ شاد نعتیہ	ار
فردوس بریں	۶ر
گلدستہ ریکارڈس	۸ر
اصول تجارت	۶ر

سوانحعمری حضرت محمد علیہ السلام مرتبہ شردھے پرکاش دیو جی جسکی نسبت جناب اڈیٹر صاحب نور نے قابل قدر ریویو فرمایا ہے ۵ر

خواص قرآنی یا فضائل فرقانی اس کتاب میں بڑی خوبی سے قرآن شریف کی تمام آیات اور سورتوں کے خواص و فضائل بیان کئے گئے ہیں - قیمت صرف ۴ر

المشتہر: منیجر کتب خانہ ٹی سی - گجراتی لاہور } نوٹ - ایک روپیہ سے زیادہ کے خریدار کو ایک جلد معلم صحت مفت دیجاویگی - اور پانچ روپیہ سے زیادہ کے خریدار کو محصولڈاک معاف -

خاص رعایت

(۱) اسکوپ سسٹم پیٹنٹ واچ جو عام طور پر مضبوط اور دیرپا گھڑی ہے - ایجنٹ ... سنہ ۱۹۱۱ء تک نصف قیمت پر یعنی ... کی بجائے صرف ... میں ... کے وی پی جاویگی - ایک گلٹ شدہ نہایت عمدہ چین گھڑی کے ساتھ مفت دیا جاویگا - درخواستیں جلد آنی چاہئیں ورنہ میعاد ختم ہونے کے بعد کف افسوس ملنا پڑے گا -

ملنے کا پتہ

جی - آر - اینڈ کمپنی لوہاری منڈی لاہور

مفت ! مفت !! مفت !!!

ساکھمری حضرت باوانانک رحمۃ اللہ علیہ

یہ اس ولی کی سوانح عمری ہے - جس نے ایسے وہ ہندو کارہ زمانے میں جبکہ نہ صرف پنجاب بلکہ کل ہندوستان پر بیدینی کے گھٹا ٹوپ بادل چھائے ہوئے تھے - ہندوؤں کے گھر میں پیدا ہو کر ان کے عقاید باطلہ کا کھنڈن کر کے

لا اِلٰہ الا اللّٰہ محمّد رسول اللّٰہ

کا نعرہ بلند کیا - یہ کتاب قطعی محققانہ اور مؤرخانہ پیرایہ میں لکھی گئی ہے - قیمت صرف ۸ ر ایک درجن کے خریدار سے للعہ روپیہ یعنی فی کاپی ۶ ر جو صاحب نور کے دو خریدار پیدا کریں انکو یہ مفت دیجائیگی

ملنے کا پتہ :- مینیجر نور قادیان ضلع گورداسپور

کارخانہ راحت روح عطریات قنوج

یہاں ہر قسم کے عطریات گلاب - کیوڑہ - سوتیا چنبیلی حنا - حربا ندلی گل مہندی وغیرہ فی تولہ ۸ سے لیکر ۵ روپیہ تک اور تیل بالوں کا چنبیلی حنا - وغیرہ فی سیر عہ سے لیکر پانچ روپیہ تک - عرق گلاب کیوڑہ وغیرہ فی سیر ۸ سے لیکر للعہ تک اور ہر قسم کے عطردان اور ہر قسم کی شیشیاں - گلقند قوام تمباکو خوردنی خمیرہ خوشبودار وغیرہ لوازمات از روے بازار نرخ ترمیم ہوتا رہتا ہے - جو صاحب طلب فرماویں معہ نام پورا پتہ خوشخط بنام کارخانہ ارسال فرماویں - اجازت دینے یا پیشگی قیمت حصہ صار ریلوے پارسل کیواسطے کچھ نقد ضرور آنا چاہیئے -

المشتہر

کارخانہ راحت روح عطریات قنوج

محمد عبد اللہ و سعد اللہ احمدی سے مل سکتا ہے

سومنگلا ایک مذہبی دلچسپ پر لطف ناول جس میں رد تناسخ اور تناسخ کی لغویت تناسخ کی خوفناک برائیاں تناسخ کے شرمناک سو شرمناک نتائج کو نہایت اعلیٰ کمال اور دلسوز پیرایہ میں لکھا گیا ہے قیمت ۲ / ر

ملنے کا پتہ :- مینیجر نور قادیان "

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی بدہضمی و بدہضمی کے دست کی دوا

کھانا تحلیل کرنے والی قوتوں کے کم و بیش ہونے سے بدہضمی کی بیماری ہوتی ہے جسکی یہ علامتیں ہوا کرتی ہیں - کھانا کھانے کے بعد پیٹ کا بھاری معلوم ہونا - پیٹ میں ریاح ہونا جی متلانا - کھٹی ڈکاریں آنا - سینہ کا جلنا - منہ میں پانی اتر آنا - پیٹ میں بیٹھے بیٹھے درد ہونا - سفرہ پھڑکنا سستی وغیرہ کا ہونا - جب تک کھانا ہضم کی تھیلی میں رہتا ہے یہی حالت ہوتی ہے - جب یہ غیر ہضم کھانا انتڑیوں میں اتر جاتا ہے - تب پیٹ میں گڑگڑاہٹ ہوتی ہے - دست پتلا سا پانی ہوتا ہے اور کبھی کبھی کھانے کے بعد ہی دست ہو جاتا ہے - دست ہونے سے جسم کمزور ہو جاتا ہے - یہ سب حالتیں کبھی زیادہ ہوتی رہتی ہیں - اور مہینوں تک چلتی ہیں مریض کا جسم دن بدن لاغر ہوتا جاتا ہے - آخر کو لا علاج ہوتا ہے - جسم کی معمولی قوت کم ہو جانا اس مرض کا سبب ہے - مندرجہ ذیل حالتوں میں ایسا ہی ہوتا ہے - ضعیفی کے عالم میں - خاص بیماری کے بعد ضعف کا ہونا کم کھانا کھانا (جیسا کہ روزہ) فاقہ وغیرہ کرتے ہیں منی کا بیفائدہ ضائع ہونے سے نقاہت زیادہ محنت فکر و تردد یا غم و اندوہ اور ان خرابیوں کی حالت جو بچہ جننے کے وقت ہوتی ہیں - ان حالتوں کو غور کر کے ڈاکٹر برمن نے بدہضمی کی دوا بنائی ہے - کھانا ہضم کرنے اور بدہضمی کی خرابی کو دور کرتی ہے - یہ بہت اثر پذیر ہے - یہ دوا چھوٹی چھوٹی ٹکیاسی بنائی گئی ہے - پندرہ روز کے استعمال کے لائق ۳۰ ٹکیا - ایک شیشی کی قیمت عہ (ایک روپیہ چار آنہ) محصولڈاک ۵ ر

KHILAFAT LIBRARY

المشتہر

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ - تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ و ست سلاجیت

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ کا اعلان عرصہ سے شائع ہوتا ہے اس اثنا میں بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے - یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نور الدین صاحب ظلہ کے مجوزہ نسخہ کے موافق طیار کیا گیا ہے یہ اصلی ممیرا جسکو خود حضرت نے دیکھکر اصلی ممیرا ہونیکی تصدیق فرمائی - اس میں ڈالا جاتا ہے - حضرت نے اس سرمہ کے متعلق خود فرمایا - کہ "برائے امراض چشم بسیار مفید است"

اس شہادت کے بعد کسی اور شہادت کی ضرورت نہیں کیونکہ کئی لاکھ افراد کا امام جو حیثیت اور تجربہ بھی طبی امام کہلانیکا حقدار ہے اسکے مفید ہونیکی شہادت دیتا ہے - یہ سرمہ دھند - جالا - پھولا - اور دیگر امراض چشم کیلئے بہت مفید ہے - قیمت سرمہ قسم اول فی تولہ عہ قسم دوم ۱۲ ر - قسم سوم عہ - اصلی ممیرا فی تولہ عہ روپیہ قسم دوم ۸ ر

ست سلاجیت

(محیط اعظم سے نقل کیا گیا جسکی عبارت یہ ہے) کہ "مقوی جمیع اعضاء نافع سرعہ - مشہی طعام - قاطع بلغم و ریاح - دافع بواسیر - اور جذام - اور استسقا - و زردی رنگ و تنگی نفس و تشنج خیث و فساد بلغم و قاتل کرم شکم مفتت سنگ گردہ و مثانہ و سلسل بول و سیلان منی و بیوست و درد مفاصل وغیرہ وغیرہ امراض کیلئے بہت مفید ہے بقدر دانہ نخود صبح کے وقت دودھ کیساتھ استعمال کریں"

قیمت فی تولہ ۱۲ ر

لنگیاں اور کلاہ

ہر قسم کی لنگیاں - مشہدی پشاوری اور بادامی سیاہ اور سفید بادامی - پشاوری ٹوپیاں - اور زری کی پشاوری جوتیاں ہر قسم کی اور ہر قیمت کی مل سکتی ہیں "

المشتہر

احمد نور کابلی مہاجر سوداگر قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں چھپکر شیخ محمد یوسف کیلئے قادیان سے شائع ہوا -